

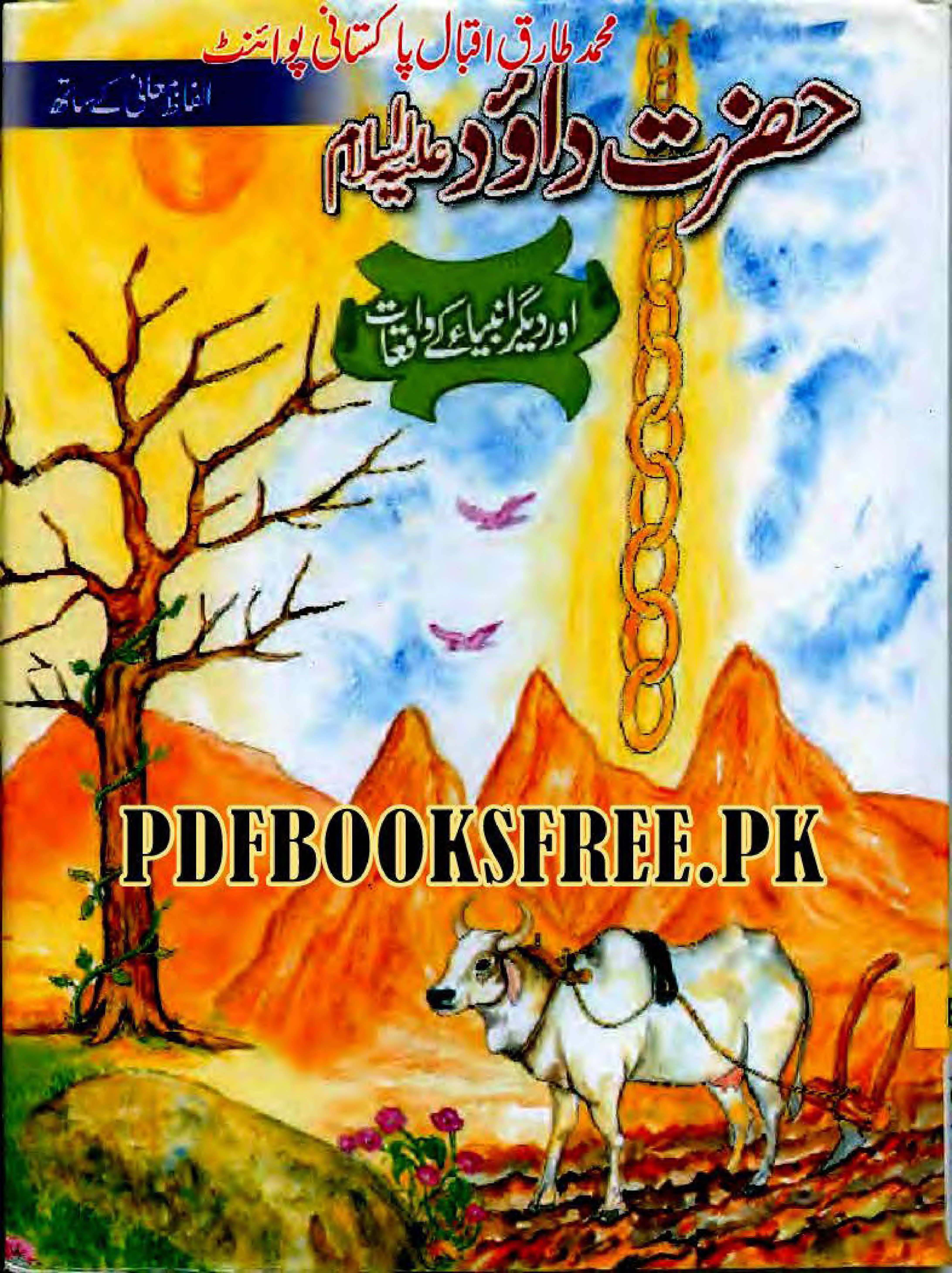
محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

الفاظِ عالی کے ساتھ

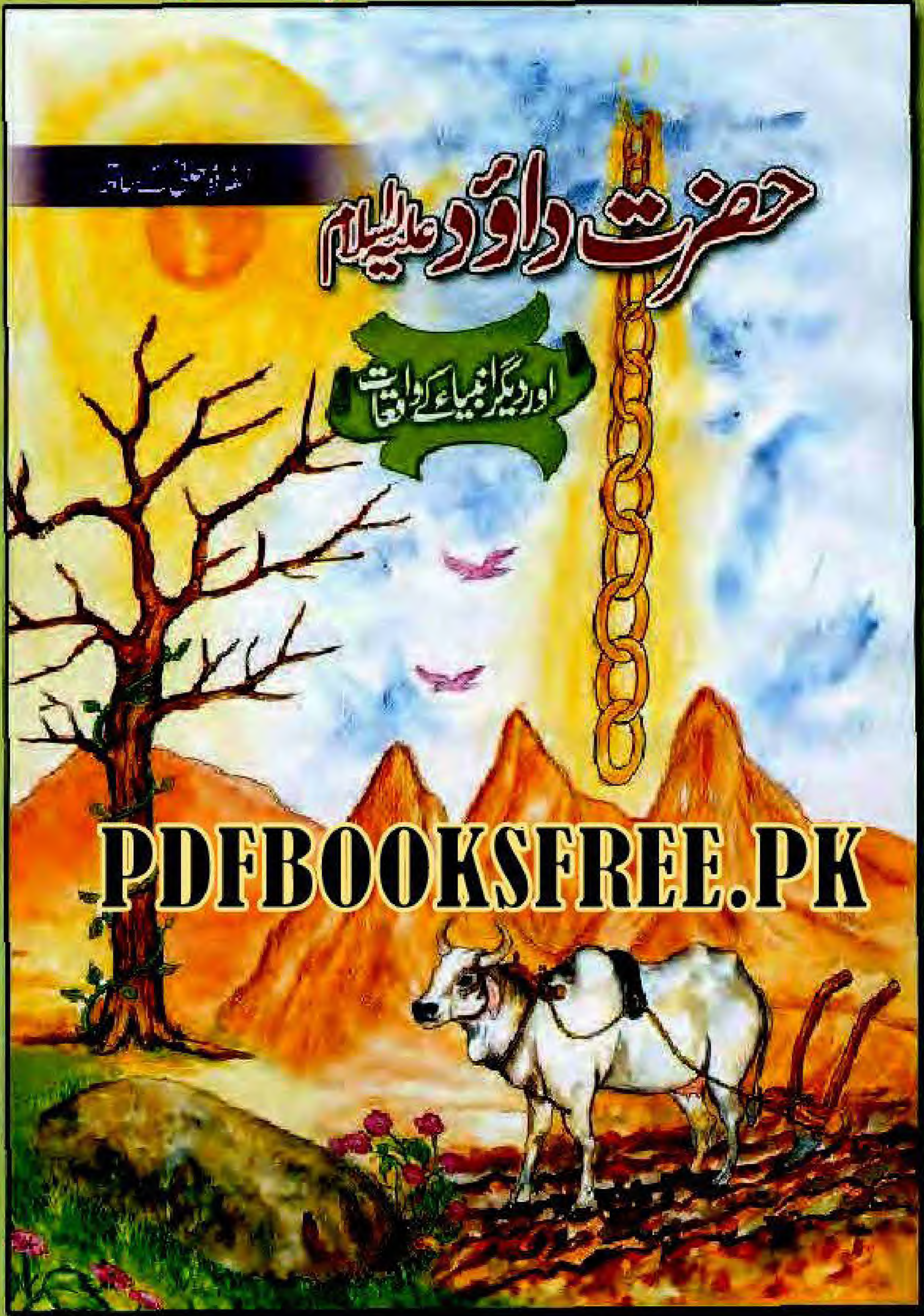
حضرت داؤد علیہ السلام

اور دیگر انبیاء کے واقعات

PDFBOOKSFREE.PK



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ



چاندنی پبلیکیشنز

www.chandnipublications.com

E-mail: chandnipublications@hotmail.com

CHILDREN'S BOOK FAIR

محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

فہرست مضامین

1	حضرت شہ ولیا علیہ السلام
13	حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ایک نیا
25	حضرت (ابو علیہ السلام)
37	حضرت ایوب علیہ السلام

پہلا ایڈیشن 2006

تیسرا ایڈیشن 2006

چوتھا ایڈیشن



تیسرا



پہلا ایڈیشن 2006



اس کتاب میں شامل تصاویر اور تحریر کے تمام حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حضرت شمول علیہ السلام

بزاروں اسرائیل پہلے کی بات سن کر بنی اسرائیل پر دشمنوں نے حملہ کیا اور بنی اسرائیل کی مافراڑوں کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں کے ہاتھوں شکست و ہلاکت دی۔ پتا نیچہ غم اور مسئلہ بنی اسرائیل کے ساتھ لڑائیوں میں بنی اسرائیل مغلوب ہوئے اور ان پر عذاب کا قبضہ ہو گیا۔ دشمنوں نے وہاں قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قید کر لیا۔ لڑائی کے خاتمہ ان میں کوئی بنی باقی نہ رہا اور ان میں سے صرف ایک حاملہ عورت باقی رہ گئی۔ اس عورت نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ (بیٹا) کی دعا کی۔ اللہ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اسے ایک بیٹا عطا فرمایا۔ ماں نے اس کا نام شمول رکھا۔ عبرانی زبان میں شمول کا معنی اسماعیل ہے یعنی اللہ نے میری دعا قبول کی۔

یہ لڑکا جب کچھ جوان ہوا تو اس کی ماں اسے عبادت گاہ کے لے گئی اور اسے ایک نیک آدمی کے سپرد کر دیا تاکہ وہ اس کے بیٹے کو اچھے کام اور عبادت کا طریقہ سکھادے۔ لڑکا اس آدمی کے پاس ٹھہر گیا اور اس سے تربیت حاصل کر لے لگا۔ جب لڑکا مکمل ہوا تو وہ ایک رات سویا ہوا تھا کہ اس نے عبادت گاہ کے ایک کونے سے ایک آواز سنی۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے سمجھا کہ اس عبادت گاہ سے بلا رہا ہے۔

”کیا آپ نے مجھے بلایا ہے؟“ اس نے استاد سے پوچھا۔

استاد نے اسے پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا اور جواب دیا: ”ہاں۔ آپ سو جائیں کوئی بات نہیں۔“

وہ نوجوان چکر سو گیا۔ مگر پھر دوبارہ اور بار بار وہی معجزہ پیش آیا۔ وہ اصل جبرائیل علیہ السلام نے ان کو

بلایا تھا۔ آپ اٹھ کر جبرائیل علیہ السلام کے پاس گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

حسین علی خان

پروفیسر الہ آباد



”اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیج دیا ہے۔“

اس کے بعد وہ حالات پیش آئے جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ البقرہ میں فرمایا۔ حضرت شمویل علیہ السلام کی رسالت پر بنی اسرائیل ایمان سے اُٹے۔ بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ اہل غارتہ کے ہاتھوں اپنی قوم کی فحشیت کے غم میں فوت ہو چکا تھا۔ بنی اسرائیل کو ٹرائیوں کے کمزور کر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کے نبی شمویل علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہم سے لیے ایک بادشاہ بنادیں تاکہ ہم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور اس کی قیادت میں دشمنوں سے لڑیں۔ حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا۔ ”ممكن ہے کہ اگر تم پر جہاد فرض کر دیا جائے تو تم جہاد نہ کرو گے۔“

انہوں نے بنا، بھلا، ہم اللہ کے راستے میں گیوں جہاد کریں گے، یعنی ہمیں لڑائی کے جہاد حال کر دیا ہے ہمیں لڑائی سے کوئی روک سکتا ہے۔ حالانکہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے بیٹوں سے جدا کر دیا گیا۔ ابدا ہمیں اپنے کمزور اور قیدی بیٹوں کی خاطر لڑائی کرنی پڑے۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ نے تم پر حالات کو بادشاہ بنادیا ہے۔“
حالات حضرت محبوب علیہ السلام کے بیٹے بنیامین کی نسل سے تھے۔ (وہ دس بھتی پانی پانے والے تھے یا کھانوں کے رنگے والے)

بنی اسرائیل نے نبی اللہ سے کہا۔ ”ہم پر حکومت کرنے کا حق اس کے لیے کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ہم بادشاہت کے اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اسے مال کی فراخی نہیں دی گئی۔“
کہتے ہیں نبوت لادکی کے خاندان میں تھی اور حکومت یہود کے قبیلے میں تھی جبکہ حالات بنیامین کی اولاد میں سے تھا۔ چنانچہ انہوں نے حالات کے بادشاہ ہونے پر اعتراض کیا اور خود کو اس کا زیادہ حق دار قرار دیا اور کہا کہ طاقوت فتنہ ہے اس کے پاس مال و دولت بھی نہیں ہے اس لیے ایسا شخص بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے۔
اللہ کے نبی نے فرمایا۔ ”یقیناً اللہ نے اسے تم پر پسند کیا اور تمہاری کشتیوں کی میں زیادہ کیا ہے۔“



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

انجمن القرآن

حضرت شہید علی علیہ السلام



قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ”کیا آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد والی بنی اسرائیل کی جماعت کو نہیں دیکھا جہلہ انہوں نے اپنے نبی کو کہا کہ کسی کو ہمارا بادشاہ بنادیتے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ (نبی نے) کہا: تمہیں ہے جہاد؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس تو اللہ ہی ہے۔ (نبی نے) کہا: تم جہاد کرو۔ انہوں نے کہا: بھلا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیوں نہ کریں گے۔ پھر تو آپ نے ان سے اجازت لے لی اور انہوں نے دور دروے گئے ہیں پھر ان پر جہاد فرمائی گئی تو سوائے تھوڑے سے لوگوں کے سب پھر گئے۔ اور اللہ عالموں کو خوب جانتا ہے۔ اور ان کو ان کے نبی سے کہا کہ اللہ نے حالات کو تمہارا بادشاہ بنادیا ہے۔ تو وہ کہنے لگے: بھلا ہم پر اس کی حکومت کیسے ہو سکتی ہے؟ ہجر بادشاہت کے اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس کو مانی شہادتیں نہیں دی گئی۔ (نبی نے) فرمایا: اللہ نے اسے تم پر برگزیدہ کیا ہے اور اسے علمی اور دینی برتری عطا کی ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دے۔ اللہ تعالیٰ شہادتیں والا علم والا ہے۔ اور ان کے نبی نے ان کو کہا کہ اس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے رقمی ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا اقیقہ ترکہ ہے۔ فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے۔ یقیناً یہ تمہارے لیے کھلی دھنکلی ہے اگر تم ایمان لائے والے ہو۔“

جب حالات دشمنوں کو لے کر نکلتے تو کہا: اللہ یقیناً تم کو ایک نہر سے آزمائے والا ہے۔ جس نے اس میں سے پانی پی لیا، وہ میرا نہیں اور جو اسے نہ چھوئے وہ میرا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اپنے ہاتھ سے چلو نہر سے۔ لیکن سوائے چند کے باقی سب نے وہ پانی پی لیا۔ جب حالات موافق سمیت نہر سے گزر گئے تو وہ کہنے لگے: آج ہم میں حفاظت نہیں کہ حالات اور اس کے شکروں سے مراد۔ لیکن اللہ سے ملاقات کا یقین رکھنے والوں نے جہاد سے اتفاق کیا اور تھوڑی جماعتیں بڑی اور بہت سی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب پالیتی ہیں اور اللہ ہم کو لے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جب ان کا حالات اور اس کے شکروں سے متاثر ہوا تو انہوں نے دے مانی کہ اسے پروردگار! ہمیں مہر دے، ثابت قدمی دے اور کفار کو مہر پر ہمارے مدد فرما۔ چنانچہ اللہ کے حکم



سے انہوں نے جاہلوت کی قوم کو شکست دی اور داؤد علیہ السلام نے جاہلوت کو قتل کیا اور اللہ نے اس کو مملکت، اور جتنا چاہا علم بھی عطا فرمایا۔ اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ساتھ دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن اللہ دنیا والوں پر بڑا مفضل و کرم کرنے والا ہے۔ (سورۃ البقرہ - آیت 246 تا 251)

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شہزاد علی علیہ السلام کی طرف وہی ن کی کہ بنی اسرائیل سے جس کا قد ان کی لاش کی لمبائی جتنا ہو اور جب وہ آپ کے پاس حاضر ہو تو یہ سیٹھ جوش مارنے لگے گا جس میں اللہ میں ہوگی اس کے لئے تو وہ ان کا بادشاہ ہوگا۔ چنانچہ لوگ آکر اپنا قد اس لاشی کے ساتھ ناپنے لگے۔ تو طاہلوت کے سوا اس کے برابر قد والا کوئی نہ تھا۔ جب طاہلوت حضرت شہزاد علی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو وہ سیٹھ جوش مارنے لگا۔ شہزاد علی علیہ السلام نے طاہلوت کو اس سیٹھ سے تھیں اور بادشاہت کے لیے نامزد کر دیا۔ پھر لوگوں نے کہا۔

”یقیناً اللہ نے اسے تم پر پسند کر لیا ہے اور اس کو تم میں زیادہ کیا ہے۔“

بعض کہتے ہیں کہ طاہلوت و جنگلوں کا تجربہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مہم طور پر اس کے پاس بہت علم تھا۔ وہ جس فی الحاح سے قد کا ٹھہرا اور خوبصورت تھا۔ وہ یقیناً یہ اس نیک آدمی کی حکومت کی برکت تھی کہ اللہ نے ان کی طرف وہ صندوق اوداؤ یا جہان سے جہیز لیا گیا تھا اور دشمن ان سے یہ صندوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اسی صندوق کی برکت سے دشمنوں پر ان کی مدد کی جاتی تھی۔

کہتے ہیں کہ اس صندوق میں سوئے کا ایک تھال تھا جس میں انبیاء علیہم السلام کے سینوں کو دھویا جاتا رہا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صندوق میں ایک بیج جیسا جاناور تھا۔ جب لڑائی کے دوران وہ چھٹا تو بنی اسرائیل کو یقین نہو جاتا کہ اب اللہ کی مدد و نصرت نازل ہوئی۔ آل موسیٰ علیہ السلام اور آل ہارون علیہ السلام کی باقی ماندہ چیزوں سے مراد تختیوں کے ٹکڑے تھے اور کچھ ”من“ تھا جو یہ میدان میں ان پر اترتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب یہ قوم نے اس صندوق یا طاہلوت پر قبضہ کیا تو اس میں برکت والی باقی ماندہ چیزیں تھیں اور اس



میں تو رات بھی تھی۔ ممالک قوم نے اس صندوق کو اپنے علاقے کے ایک بت کے نیچے رکھ دیا۔ جب صبح ہوئی تو ریچھ کے وہ صندوق بت کے اوپر پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے پھر اسے اٹھا کر نیچے رکھ دیا۔ دوسرے دن صبح پھر صندوق بت کے اوپر پڑا تھا۔ جب بار بار ایسا ہوا تو انہیں سمجھ آ گئی کہ یہ معبود اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر انہوں نے صندوق کو اپنے شہر سے نکال اور سی ہستی میں رکھ دیا۔ پھر ان کی گردنوں میں ایک بیماری پھیلنے شروع ہو گئی۔ جب بیماری کا سلسلہ لمبا ہوا تو انہوں نے اس صندوق کو ایک بیل گاڑی میں رکھا اور دو بیلوں کو جگے باندھ کر ان کو بانٹ دیا۔

کہتے ہیں کہ فرشتوں نے ان (بیلوں) کو چلایا اور بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس لے آئے جبکہ وہ اسے دیکھ رہے تھے جیسے بن کو ان کے نبی نے خبر دی تھی۔ اب اللہ ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ فرشتے اس صندوق کو کیسے لائے۔ غایہ تو یہی ہے کہ فرشتے خود انھیں لے گئے تھے۔

جب طاہوت اپنے لشکروں کو لے کر چلا تو اس نے ان سے کہا: "اللہ تعالیٰ تمہیں ایک دریا (نہر) کے ساتھ آزمائے گا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس نہر سے مراد دریائے اردن ہے اور ان کا نام "شرایت" تھا۔

طاہوت کا اپنے لشکروں کو اس نہر سے پانی نہ پینے کا حکم دینا اللہ کے نبی کے حکم سے تھا اور نبی کا حکم اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ گو یہ اللہ نے انہیں آزمایا تھا۔ طاہوت نے لشکروں سے کہا کہ جو اس نہر سے پانی پے گا وہ میرے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوگا۔ اس سے پانی نہ پینے والا ہی میرے ساتھ آئے۔ ہاں ہاتھ کے ساتھ چلو پانی لے لینا اور بات ہے یعنی اس میں کوئی حرج نہیں۔

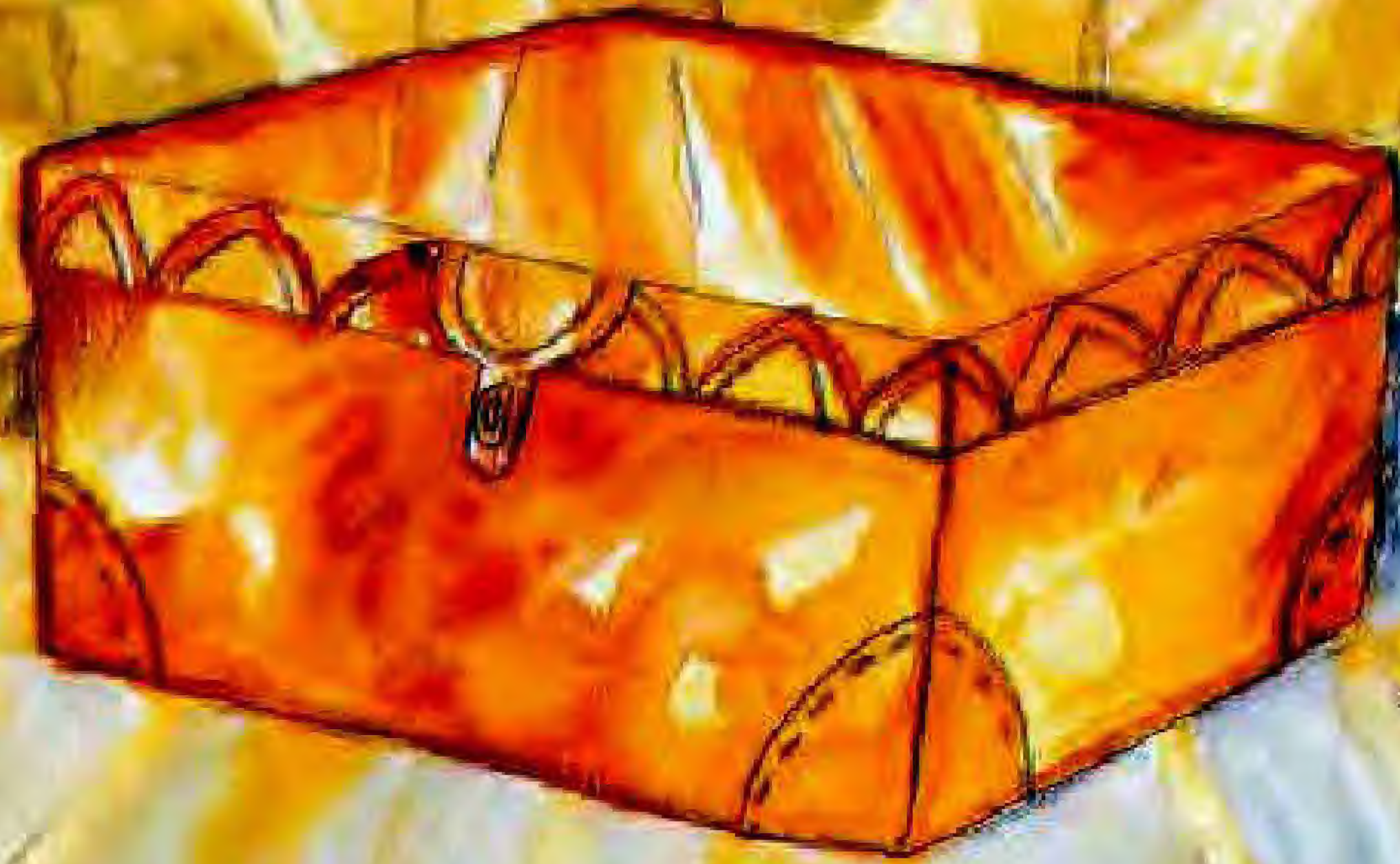
لشکر کی تعداد انی ہزار تھی۔ ان میں سے 76 ہزار نے پانی پی لیا صرف 4 ہزار نے نہ پیا۔ (السند علی) لیکن زیادہ درست اور صحیح حضرت ہرمان بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نہر نیور کرنے



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

قصص الانبياء

حضرت شہید علیہ السلام



و نے 310 سے بڑھ کر زیادہ تھے کیونکہ بیت المقدس کی سرزمین میں لڑنے والے لشکر کا 806 ہزار کی تعداد میں تین سو تین مہینے نظر نہیں آتا۔

جب حالات اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں نے اس شہر کو غور کر لیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس جاوٹ کے لشکروں کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ لیکن اللہ سے ملاقات کا یقین رکھنے والوں نے کہا کہ ہمارا چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آتی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پھر جب وہ لوگ جاوٹ اور اس کے لشکروں کے سامنے آئے تو انہوں نے کہا کہ اب ہمارے پروردگار اہم پر صبر و دل دے۔ ہمیں طاقت قدم بنا اور کافر قوم پر ہماری مدد فرما۔ یعنی ہمیں صبر کی طاقت عطا فرماتا کہ ہمارے دل مضبوط ہو جائیں اور ہم یہ یقینی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اور میدان جنگ میں ہمارے قدموں کو جمادے اور دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہوں نے اللہ کی قوت و نصرت سے دشمن کو شکست سے دوچار کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جاوٹ کو قتل کر دیا جس سے اس کا پورا لشکر ذلیل و رسوا ہوا۔ اس فتح کے نتیجے میں بنی اسرائیل کے ہاتھ بہت ممالک فتح ہوئے آئے اور بڑے بڑے بہادر لوگ قید ہو گئے اور دین حق باطل پر غالب آیا۔

بادشاہِ جاوٹ نے اعلان کیا تھا کہ جو آدمی جاوٹ کو قتل کرے گا اس کی شادی وہ اپنی بیٹی کے ساتھ کر دے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جاوٹ کو جنگ میں قتل کر دیا تھا۔ چنانچہ جاوٹ نے وعدے کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور اسے اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ بنی اسرائیل پر حضرت داؤد علیہ السلام کی عظمت واضح ہو گئی اور وہ آپ سے محبت کرنے لگے۔ جبکہ طاووس سے بھی زیادہ داؤد علیہ السلام کے گرویدہ ہو گئے۔ اس پر جاوٹ حسد میں مبتلا ہوا اور اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازش کی مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ علماء نے طاووس کو داؤد علیہ السلام کے قتل سے روکنے کی





کوشش کی تو اس نے عذاب پرستی کی اور انہیں قتل کیا حتیٰ کہ بہت کم عمر بچے باقی رہ گئے پھر اسے توبہ کی توفیق مل گئی۔
دونام اور پڑھتے ہوئے اس نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا۔

اسی زمانے میں حضرت شمول علیہ السلام وفات پا چکے تھے۔ طاہرات قبرستان میں جاتا اور روتا رہتا۔
ایک دن اسے قبرستان سے آواز سنائی دی۔

”اے طاہرات! تو نے ہمیں قتل کر دیا حالانکہ ہم زندہ ہیں۔ تو نے ہمیں اذیت دی حالانکہ ہم مردہ تھے۔“

اسی آواز سے اس کا رونا اور خوف و ہراس اور زیادہ ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے عالم کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا جس سے وہ پوچھ سکتے کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اسے ایک عابدہ و زابدہ عورت کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ عورت طاہرات کو حضرت شمول علیہ السلام کی قبر کے پاس لے گئی۔ اسی عورت نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو حضرت شمول علیہ السلام اپنی قبر سے اٹھے اور پوچھا۔ ”کیا قیامت قائم ہو چکی ہے؟“
عورت نے کہا۔ ”نہیں۔ اب یہ طاہرات آپ سے پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو جائے گی؟“
حضرت شمول علیہ السلام نے فرمایا۔ ”ہاں۔ توبہ اس طرح قبول ہوگی کہ تو بادشاہت سے دستبردار ہو جائے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ حتیٰ کہ شہید ہو جائے۔“

یہ کہہ کر حضرت شمول علیہ السلام پھر فوت ہو گئے۔ اس کے بعد طاہرات نے بادشاہی حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے چھوڑ دی اور اپنے 13 بیٹوں کے ساتھ چل دیا۔ ان سب نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا حتیٰ کہ تمام شہید ہو گئے۔

ایک اور روایت ہے کہ وہ عورت طاہرات کو شمول علیہ السلام کی قبر کے پاس لائی تھی اور شمول علیہ السلام نے طاہرات کو مرزائش کی تھی کہ اس نے ان کے بعد ایسے ایسے کام کیوں کیے ہیں زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔
شہید خواب میں اس نے حضرت شمول علیہ السلام کو دیکھا ہوگا کہ وہ زندہ قبر سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔
یہ دیکھ کر وہ بھی ہنس رہا تھا اور وہ عورت تو نبی نہ تھی۔



مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مغلوب ہونا	فقدانِ کھانا	اہلِ عمالتہ	علاقہ کے باشندے
غیرائی زبان	یہودیوں کی زبان	ایمان لانا	مسلمان ہونا۔ تسلیم کرنا
تذکرہ کرنا	ذکر کرنا	قیادت	رہنمائی۔ سرکردگی
ہائی کشورگی	دعوتِ مندی	برگزیدہ	عزت والا
بہادر	اللہ کی راہ میں لڑنا	آزماتا	آزمائش کرنا۔ امتحان لینا
جوش مارنا	آواز اٹھانا	مملکت	سلطنت۔ ملک
ترک	مرد	دلیل	ثبوت۔ نشانی
مومنین	مومن کی جمع۔ ایمان والے	تبیہ پیدائش	بیت المقدس کے باہر ایک جگہ
چھو پاتی	ایک ہاتھ جھٹپائی	سرزمین	علاقہ
بار بار	اکثر۔ کئی مرتبہ	نصرت	مدد۔ تمنازیت
رسوا ہونا	بے عزت ہونا۔ ذلیل ہونا	دستِ دار ہونا	الگ ہو جانا
نام نہاد ہونا	شرمندہ ہونا	گرویدہ ہونا	عہدہ کرنا
سرزنش کرنا	لعنِ حقین کرنا۔ ڈانٹنا	مناسب	موزوں۔ بہتر



حضرت یوشع علیہ السلام

اسب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ مصر کی سرزمین سے نکلے تو فرعون بنی اسرائیل کو پڑنے کے لیے اپنے لشکروں کو لے کر روانہ ہوا۔ حضرت موسیٰ کے ساتھ ان کی قوم کے علاوہ ان کے بھائی اور ان اور ایک نوجوان یوشع بن نون بھی تھے۔ یوشع بن نون کا شمار ان دنوں بنی اسرائیل کے سرداروں، علماء اور بڑے عبادت گزاروں میں ہوتا تھا۔ موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے یوشع کی طرف وحی بھیجی اور ان کو نبی بنادیا تھا۔

حضرت یوشع علیہ السلام حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی نسل سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکیم بنانے کا نام لے لیا۔ ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔

ترجمہ: ”اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے نوجوان کو کہا: (سورۃ الکہف - آیت 6)

ترجمہ: ”جب وہ دونوں آگے گزرے تو اس (موسیٰ) نے اپنے نوجوان سے کہا: (سورۃ الکہف - آیت 62)

اسی نوجوان کو حضرت یوشع علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ اہل کتاب (یسودی، عیسائی) بھی انہیں نبی مانتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آخری عمر میں ان کی موت حضرت یوشع بن نون کی طرف منتقل ہو گئی تھی۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام یوشع سے ملے اور امر ہوئے ان کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ یوشع علیہ السلام نے کہا۔

”اے حکیم! میں آپ کی طرف آنے والی وحی کے بارے میں آپ سے سوال نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ

آپ خود ہی مجھے دیا کرتے تھے۔“ (ابن جریر)

اگرچہ یہ روایت درست معلوم نہیں ہوئی لیکن اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام پر وحی

نازل ہوئی تھی۔





جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخر کی سفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ان کے قبیلوں کے لحاظ سے شکر کرو اور بارہ قبیلوں سے ہر قبیلے پر ایک ایک امیر اور نگران مقرر کرو۔ یہ فہم اس لیے تھا تاکہ وہ سرکش اور نالایق قوم کے ساتھ لڑائی کے لیے تیار ہو سکیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: ”اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا اور ان میں بارہ نگران بنادے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حقیقتاً میں تمہارے ساتھ ہوا۔ اگر تم نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے اور میرے رسولوں پر ایمان آؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ کو اپنا قرضہ دو گے تو میں تم سے تمہارے گناہ مٹا دوں گا اور تمہیں پامانت میں داخل کروں گا جن کے نیچے ہمیں جاری ہیں۔ تم میں سے جس سے ہنس کے بعد نفرت ہو تو وہ سیدھے راستے سے ہٹ گیا۔ (سورۃ المائدہ آیت 12)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں سے لڑائی کرنے والے اور ہتھیار اٹھانے کے قابل لوگوں کے نام لکھو اور وہ بیس سال یا اس سے زیادہ عمر والے ہوں۔ اور ان میں ہر گروہ پر ایک نگران مقرر کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا گیا اور ہر گروہ ترتیب دیے گئے۔ ان میں یہ گروہ تھے۔

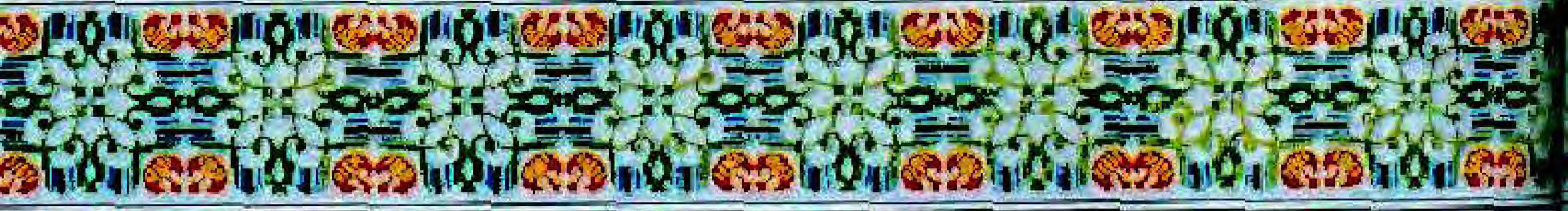
(۱) پہلا گروہ روٹیل کی اولاد کا تھا۔ یہونادہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا پہلا بیٹا تھا۔ ان میں لڑائی کرنے والے افراد کی تعداد 46 ہزار 500 تھی۔

(۲) دوسرا گروہ شمعون کا قبیلہ تھا۔ یہ بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ ان میں لڑائی کے قابل افراد کی تعداد 59 ہزار 300 تھی۔

(۳) تیسرا گروہ یہودا کا قبیلہ تھا۔ ان کی تعداد 74 ہزار 600 تھی۔

(۴) چوتھا گروہ ”ایسخر“ کا قبیلہ تھا اور ان کی تعداد 54 ہزار 400 تھی۔

(۵) پانچواں گروہ حضرت یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام کا قبیلہ تھا۔ ان کی تعداد 40 ہزار 500 تھی اور اس گروہ کا نگران یوشع بن نون تھا۔





محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

المصنوع الاصل

(۲) چھٹا گروہ بیضا کا قبیلہ تھا اور ان کی تعداد 21 ہزار دسویں تھی۔

(۳) ساتواں گروہ بنیاسین (حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی) کا قبیلہ تھا جس کی تعداد 35 ہزار 400 تھی۔

(۸) آٹھواں گروہ قبیلہ "جاذ" کا تھا جن کی تعداد 45 ہزار 650 تھی۔

(۹) نواں گروہ "اشیر" کا قبیلہ تھا جس کی تعداد 41 ہزار پانچ سو تھی۔

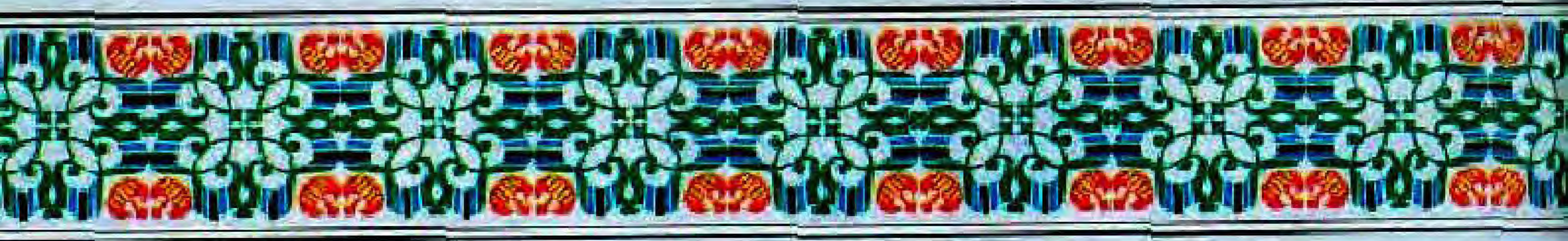
(۱۰) دسواں گروہ "دان" کا قبیلہ تھا اور ان کی تعداد 62 ہزار سات سو تھی۔

(۱۱) گیارہواں گروہ "افغانی" کا قبیلہ تھا جو 53 ہزار چار سو افراد پر مشتمل تھا۔

ان میں لادین کی اولاد شامل نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ ان کو شمار نہ کرنا۔ ان کی ذمہ داری دوسرے کاموں کی تھی۔ یہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا خاندان تھا اور ان کی تعداد 22 ہزار تھی۔ ان کے علاوہ باقی لڑائی کرنے کے قابل کل پانچ لاکھ اکیتر ہزار چھ سو پچیس افراد تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کی طرف سفر کیا تو لشکر کے اگلے حصے کی سربراہی حضرت یوشع علیہ السلام کر رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام میدان تیرہ میں فوت ہو گئے۔ ان کے دو سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی میدان تیرہ میں فوت ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیت المقدس کے قریب ہونے کو سوائے "بیتاؤ اللہ" نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ گویا میدان تیرہ سے ان کو مانتھو لے کر نکلنے والے اور بیت المقدس میں ان کو داخل کرانے کا قصد کرنے والے یوشع بن نون تھے۔

تاریخ میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام بنی اسرائیل کو "نہر الاردن" پار کر کے "اریحا" بستی کے پاس لے گئے۔ اس بستی کی دیوار پختی قلعہ کی بہت زیادہ محفوظ تھی۔ اس کے کل بہت بلند تھے اور وہاں کی آبادی کی تعداد کافی تھی۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر ایک دن انہوں نے اس بستی کو گھیرے میں لے کر بگل بجانے اور بگل زبان لغیر بند کی تو اس کی دیوار ٹوٹی اور ان واحد میں زمین پھوٹ ہوئی۔ پھر وہ لوگ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے تمام مال و دولت کو مال غنیمت کے طور پر سمیٹ لیا۔ بنی اسرائیل نے وہاں بارہ ہزار مرد اور عورتیں قتل کیں۔ انہوں نے بہت سے ہشامدوں سے ہنگ کی۔ حتیٰ کہ کہا



جاتا ہے کہ حضرت یوشع بن نون نے شام کے بادشاہوں میں سے آسمانی بادشاہوں پر غلبہ پایا۔

اس کتاب نے ذکر کیا ہے کہ ”اریحا“ کا محاصرہ جمعہ کے دن عصر کے بعد ختم ہوا جب سورج غروب ہوا یا غروب ہونے کے قریب تھا۔ اور رات جو دن شروع ہونے والا تھا جس کی اس دور میں تعظیم لازمی تھی۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے دعا مانگی۔

”اے سورج! تو اللہ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی پابند ہوں۔ اے اللہ! اس (سورج) کو مجھ پر روک دے۔“ تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو غروب ہونے سے روک دیا حتیٰ کہ شہر فتح ہو گیا۔ اور یہ حکم ہوا۔ وہ بھی روک گیا۔ یہ وہ درست یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بیت المقدس کو فتح کرنے کے دوران پیش آیا تھا اور بیت المقدس کی فتح ہی ہذا مقصد تھا۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج صرف یوشع علیہ السلام کے لیے روکا گیا تھا جب وہ بیت المقدس کی طرف گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس کو فتح کرنے والے حضرت یوشع علیہ السلام بن نون تھے نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیاء میں سے ایک نبی نے جہاد کیا تو اس نے اپنی قوم سے کہا۔

”میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جو کسی عورت کا لک (شوہر) بنا ہے (اور ابھی تک سوار ہے) اور وہ شخص جس نے مکان کی دیواریں بنائی ہیں لیکن ابھی چھت نہیں ڈالی۔ اسی طرح وہ شخص بھی ساتھ نہ جائے جس نے کھریاں خریدی ہیں یا گا بھین جا نور خرید سے ہیں اور اسے ان جانوروں کے بچے پیدا ہونے کا انتظار ہے۔“

وہ نبی ایک بستی کے قریب پہنچا تو عصر کی نماز پڑھنی جا چکی تھی۔ یا اس کا وقت قریب تھا۔ اس نے سورج سے کہا تو اللہ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی اللہ کے حکم کا پابند ہوں۔ اے اللہ! تھوڑی دیر کے لیے اس (سورج) کو روک دے۔ اللہ نے سورج کو روک دیا حتیٰ کہ اللہ نے سے فتح دی۔ انہوں نے مال بخت جمع کیا۔ آسمان سے آگ اسے کھانے کے لیے آگئی لیکن آگ نے ہانے سے اٹھ کر دیا۔ اس نبی نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تمہارے اندر کوئی شیعت کرنے والا موجود ہے۔ پس برقیے میں سے ایک آدمی میری بیعت کرتے۔ ان لوگوں نے

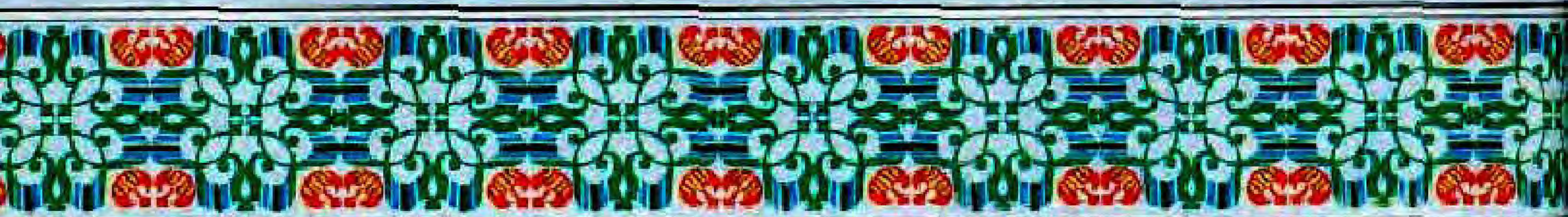


بیعت کی تو ایک آدمی کہ ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چپک گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اندر خیانت کرنے والا ہے۔ تمہارا پورا قبیلہ میری بیعت کرے۔ قبیلے نے بیعت کی تو دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ کے ساتھ آپ کا ہاتھ چپک گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے خیانت کی ہے۔ وہ طائے کے سر کے برابر ہونے لگے اور میدان میں باقی مال کے ساتھ اسے رکھ دیا گیا۔ آسمان سے آگ آئی اور اس نے اس کو جلا دیا۔ ہم سے پہلے کسی شریعت میں مال ٹھیکہ حلال نہ تھا۔ اللہ نے ہماری عزتی اور کمزوری کو دیکھا اور ہمارے لیے اسے (مال ٹھیکہ کو) حلال و طیب کر دیا۔ (مسند احمد)

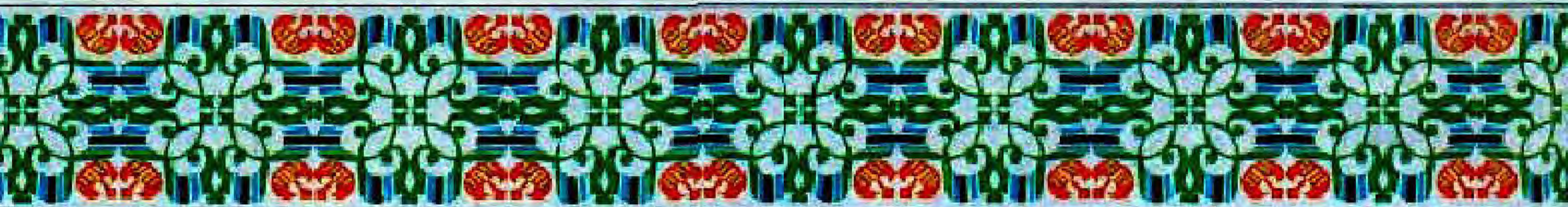
جب بیت المقدس پر بنی اسرائیل کا قبضہ مضبوط ہو گیا تو وہ وہیں آباد ہو گئے اور اللہ کے نبی حضرت یوشع علیہ السلام ان میں اللہ کی کتاب تورات کے ساتھ پہلے کرتے رہے۔ پھر وہ مکہ میں فوت ہوئے۔ ان کی عمر 127 برس تھی اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد 27 سال زندہ رہے۔

حضرت یوشع علیہ السلام نے اپنے دور میں بہت سی فتوحات حاصل کیں اور اسلام کی سر بلندی کے لیے بہت زیادہ کام کیا۔ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے حضرت کاہن بن یوفنا کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ میدان ہیہ اور جبار قوم

(۱) جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ مصر کے علاقے کو چھوڑ کر بیت المقدس کے علاقے میں پہنچے تو وہاں حیثانی، فزاری اور کنعانی جیسی جبار قوموں سے آپ کا واسطہ پڑا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو ان قوموں کے پاس جانے، ان سے جنگ کرنے اور ان کو بیت المقدس سے نکال باہر کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی زبان سے یہ ملک بنی اسرائیل کو دیے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن بنی اسرائیل نے جبار قوم سے ڈر کر جہاد کرنے سے انکار کر دیا۔ جہاد سے روگردانی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان پر دشمن کا ٹھونسا مسلط کر دیا اور ان کو میدان تیہ میں 40 سال تک بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا۔ وہ وہاں نہ بدوشوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے اور بھٹکتے پھرتے رہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا۔







محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

پیش قدمی

ترجمہ: اور (اس وقت کو یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اپنے رب پر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم میں نبیاں بھیج دیں اور تمہیں یاد دہایا اور تم کو اتنا ہتھیار عطا کیا جتنا جہاں والوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اے میری قوم! پانچ سو سال پہلے میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور پیچھے نہ پھیرنا ورنہ تمہارے واسے ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا: اے موسیٰ! اس میں ہرگز قوم ہے اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے حتیٰ کہ وہ اس سے نکل جائیں اگر وہ اس کے تو ہم داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے وہ آدمیوں نے جن پر اللہ نے انعام کیا تھا کہا: ان پر دروازے تل داخل ہو جاؤ جب تم اس میں داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تمہاری غالب ہوئے۔ اور اللہ پر ہی اعتماد کرو اور تمہیں تمہیں ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا: اے موسیٰ! ہم کبھی بھی اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہیں۔ پس تو اور تیرا رب چاہے جس (ان سے) کوئی کرو، ہم تو یہیں بیٹھیں گے۔ (موسیٰ نے) کہا: اے میرے رب! میں تو تعارف اپنی ذات اور اپنے بھائی پر اختیار کر چکا ہوں۔ پس تو حکم دے اور خالق قوم کے درمیان جدائی ڈال دے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: یقیناً وہ (سرزمین بیت المقدس) ان پر چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے۔ وہ زمین میں تیراں پھرتے رہیں گے۔ پس تو گناہہ قوم پر غم نہ کر۔ (سورۃ المائدہ آیت 20 تا 26)

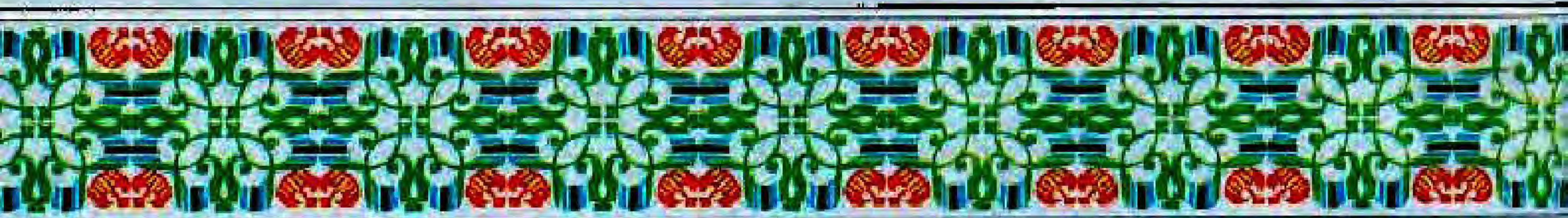
بنی اسرائیل نے جہاں قوم سے جہاد کرنے سے انکار کر دیا۔ یہوشف و عیسیٰ سرکش اور کافر قوم تھی۔ بنی اسرائیل ان سرکشوں سے ڈر گئے۔ ان میں سے یوشف آدمیوں نے بنی اسرائیل کو اپنے طاشارہ کیا تھا اور ہزونی دکھانے سے روکا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ وہ شخص حضرت یوشع علیہ السلام اور کالاب بن یوسف تھے۔ جب بنی اسرائیل نے جہاد سے انکار کیا تو ان کی ہزونی یوشع بن نون یا یوشع بن نون کہ حضرت یوشع اور کالاب بن یوشع نے اسے اپنے چارے چاق کر لیے۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے جہاد سے روگردانی کی یہ ہزونی کہ وہ اس علاقے میں چلیں جس میں کالاب بن یوشع مقیم تھے۔ ان وہ پانچ سال تک رہے۔ اس جگہ کو میدان تیر کہا جاتا ہے اور میدان تیر میں داخل ہونے والوں میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ بلکہ چالیس سال میں ان کی اولاد حضرت یوشع علیہ السلام اور کالاب بن یوشع کے سوا سب کے سب مر گئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کافروں کے ایک لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے



حضرت یوشع علیہ السلام کو تیار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ ایک تیل پر بیٹھ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ایک لاشی تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام لاشی کو بلند کرتے تو حضرت یوشع علیہ السلام کو کافروں پر غلبہ حاصل ہو جاتا۔ لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاشی تھکاوت کی وجہ سے نیچے ہوتی تو کافر حضرت یوشع علیہ السلام پر غلبہ آ جاتا۔ اس طرح حضرت یوشع علیہ السلام کا لشکر کافروں کے لشکر پر غالب آ گیا۔

میدان تیہ کے بارے میں اہل کتاب نے اس طرح بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے تیسرے مہینے یمنہ (نورطوری وادی) کے قریب ایک میدان میں داخل ہوئے تھے۔ وہ سال کی ابتدا میں مصر سے نکلے تھے اور اس وقت موسم بہار کی آمد آ رہی تھی۔ جب وہ میدان تیہ (طوریہ) کی وادی یا میدان (پس داخل ہوئے تو موسم گرما شروع ہو چکا تھا۔ بنی اسرائیل طوریہ کے ارد گرد رہائش پذیر ہو گئے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام یہاں پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے بات چیت کی۔

(۲) کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام فرم رہے تھے۔ اچانک سیاہ آند کی آغوش۔ یوشع علیہ السلام نے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو قیامت ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چوتے گئے اور کہا کہ قیامت آئے گی تو میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلتا ہوں۔ پس موسیٰ علیہ السلام کے نیچے سے (ملک الموت نے) کھینچ لیا اور قیامت یوشع علیہ السلام کے ہاتھ میں رو گئی۔ جب حضرت یوشع علیہ السلام قیامت لے کر واپس آئے تو بنی اسرائیل نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تو نے اللہ کے نبی کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے کہا، اللہ کی قسم! میں نے اسے قتل نہیں کیا، وہ تو مجھ سے چھین لیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل نے اس بات کی تصدیق نہ کی اور حضرت یوشع علیہ السلام کو قتل کر کے کا ارا دہ کیا۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔ پس حضرت یوشع علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو اس کی غمرانی پر تمام لوگوں کو خواب آیا کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ تم نے اسے اپنی طرف انھما لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت یوشع علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔



مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اوامر و نواہی	امر و نہی کی جمع	امیر	نعم مال دار و سردار
شمار کرنا	گننا	نکران	نکراہی کرنے والا
سر پرستی	نکراہی۔ سربراہی	فصلیں	حاصلاتی دیوار
قصد	ارادہ	بیل	باجا
مخامبر و کرنا	گھیر رہے ہیں لینا	کابھین	جس کا بچہ پیدا ہونے کے قریب ہو
زمین بومیں ہونا	زمین پر گھرنا	بیعت کرنا	اعادہ کرنا۔ یقین کرنا
غلبہ پانا	غالب آنا۔ قبضہ کرنا	شریعت	نہایت قانون
تلاش بدوش	بے گھر	سروش	نامرمان
فاسق	بدکار۔ گناہ کار	بے مقصد	بیکار۔ کسی مقصد کے بغیر
آندھن اٹھنا	اندھن آنا	چومک جانا	پہلک جانا
قصد قیاسنا	قیاس کرنا۔ مان لینا	ابتدا	آغاز۔ شروع



حضرت داؤد علیہ السلام

حیاتِ محمد پر علم سے کمتر یہاں میلِ محبوب کی موت میں واقع تھا جہاں حضرت داؤد علیہ السلام کے والدِ موسیٰ (ایش) اپنے کچھ بیٹوں کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے۔ ان کا پیشہ بھی بکریاں چرانہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور اپنی بہن و خویزوں کے سب پر سہ علائقے میں پسند کیے جاتے تھے۔ ان کی شخصیت میں ایسا چمکنا تھا کہ دیکھنے والے مسحور و کور ہو جاتے تھے۔ وہ انتہائی خوبصورت، باتیں اور بہادر جوان تھے۔ انہیں فلانین (نیل) چلانے میں خاصی مہارت حاصل تھی۔ ان کے پاس فلانین کے علاوہ ایک عساکر (پتھر کی) اور ایک تھیلی تھی جس میں کچھ ٹنکر (نگریز) بھرے رہتے تھے۔ یہ تینوں چیزیں وہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے۔ ان کا فلانین جس چیز پر مامور پاش پاش ہو جاتا تھا اور بہادری کا یہ سامر تھا کہ جنگل میں شیر و جان سے بڑھ کر اس پر سوار ہو جاتا کرتے تھے۔ ان دنوں بنی اسرائیل اس مصیبت میں مبتلا تھے کہ فلسطینی سردار جالوت ہر قیمت پر بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنانے پر تیار ہوا تھا۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل کا سردار جالوت نہ صرف میدان تھا کیونکہ سردار جالوت کے پاس بوقتِ قوت اور قوت کی کثرت تھی اور جالوت میں اتنی جہت نہیں تھی کہ وہ سردار جالوت اور اس کی قوت کا مقابلہ کر سکے۔ پھر اس نے منہ دی گرا دی۔ بنی اسرائیل کا جو جوان فلسطینی سردار جالوت سے مقابلہ کرے گا اور اسے ہلاک کرے گا۔ اس جوان کو نہ صرف آدھی سلطنت کا مالک بنایا جائے گا بلکہ وہ اس کو جو بن کو اپنا داماد بنائے گا اور اپنی بیٹی کی شادی اس کو جو ان سے کرے گا۔

ایک دفعہ گاؤں کے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جنگل میں جہرے تھے۔ اچانک راستے میں بڑے ایک پتھر سے آواز آئی۔ اسے داؤد! میں چھر ہاروں ہوں۔ مجھ سے ہار دین علیہ السلام نے ایک شخص کو راتھا۔ مجھے اٹھ لیجیے کسی وقت آپ کے کام آؤں گا۔

یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام کو حیرت ہوئی اور انہوں نے پتھر اٹھا کر اپنے تو بڑے (تھیلا) میں ڈال لیا۔ پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ کچھ ہی دور گئے تھے کہ ایک اور پتھر سے آواز آئی۔

”میں چھر موی علیہ السلام ہوں مجھے اٹھ لیجیے۔ میں وہ پتھر ہوں جس سے انہوں نے ایک شخص کو ہلاک کیا تھا۔





محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

مجلس الانبياء

میں بھی آپ کے پاس بھی آسکتا ہوں۔

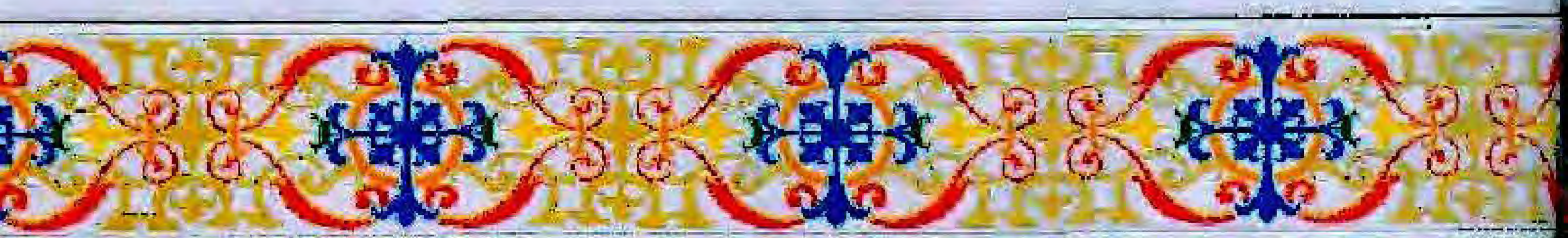
حضرت داؤد علیہ السلام حیران ہوئے اور اس پتھر کو بھی اٹھا کر قوزلے میں ڈال دیوے میں ایک اور پتھر آواز آئی اور اس پتھر نے جو کچھ کہا اس پر حضرت داؤد علیہ السلام کو پہلے سے زیادہ قہر سے مہلکی ہوئی۔ اس پتھر نے کہا: ”میں حجر داؤد ہوں جو خدا کے نبی ہیں اور مجھ سے جانوت کو ہاریں گے۔“

حضرت داؤد علیہ السلام نے اس پتھر کو بھی اٹھا لیا۔ پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے سب پتھر اٹھنے ہو گئے اور جب بادشاہ حالات کی طرف سے انہوں نے یہ اعلان سنا کہ جو جو جوان قہر سے مہلکی ہوئے اور پتھر سے کہا: ”ہاں بادشاہ سے جلاواں دینا اور تمہاری سلطنت اس کے حوالے کر دیں گے۔“ تو حضرت داؤد علیہ السلام کو پتھروں کی باتیں یاد آئیں۔ انہیں سختی ہو گیا کہ پتھروں کا بیڑا تو کیا دیکھ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ چنانچہ منادی کر کے اس کے اعلان سے گروہوں اور اس کے پاس پہنچے اور سب کے سامنے اعلان کیا۔

”میں جانوت کو قتل کروں گا۔ بادشاہ کو خوش خبری ہو کہ جلد ہی جانوت کا سر اس کے قدموں میں پڑا ہوگا۔ پھر بادشاہ نے انہیں دیکھا اور پورا کرتے ہوئے اپنی بیٹی کی شادی کر کے اور آدھی سلطنت بھی میرے حوالے کرے۔“ بادشاہ کی موت کو جلد ہی حضرت داؤد علیہ السلام کے جہیز و عرس کی خبر مل گئی۔ اس کے چار سو سووں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہ سچائی سن کر کہ بادشاہ کو جلاواں کہ یہ جو جوان داؤد علیہ السلام واقعی اس قدر بہادر ہے کہ سردار جانوت کا مقابلہ کر سکے۔ یہ سن کر بادشاہ و بے حد خوش ہوئے۔ پھر جب حضرت داؤد علیہ السلام سے اس کی برکت ہوئی تو اسے یقین آ گیا کہ جلد ہی قہر سے مہلکی سردار جانوت کا سر اس کے قدموں میں پڑے گا اور بیٹی اسرائیل کو جانوت کے پاک عرس میں شہنشاہ بن جائے گی۔

بیٹی اسرائیل اور فلسطینیوں میں خونریز جنگ کا آغاز ہوا تو بادشاہ کی موت اپنے لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ اس کے ساتھ جانوت کے لشکر کی تعداد بھی کم نہ تھی۔ لڑائی کا بھی باقاعدہ آغاز نہ ہوا تھا۔ دونوں حریفوں کی فوجیں ایک دوسرے پر ایک دوسرے کے سامنے ٹکرائیں۔ پہلے لڑائی کے درمیان وادی میدان جنگ بننے لگی تھی۔

جنگ کا آغاز سردار جانوت کے نوے میدان میں آ کر کیا اور اسے دیکھنے والوں پر حیرت طاری ہو گئی۔ وہ انتہائی قد آور اور لمبے چوڑے جسم کا مالک تھا۔ اس نے میدان میں آ کر اسرائیلیوں کو دیکھ کر کہا کہ تم جو اس کے ساتھ ہو قہر سے کہیں اس کے نفی بار اسرائیلی لشکر کو دیکھو اور جب اس کی لاکھ لاکھ جواب دیا گیا تو اسے یقین ہو گیا کہ بیٹی اسرائیل سے کوئی جوانی اس کے مقابلے میں نہیں آسکتا۔



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

قصص الانبياء



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

جالوت دو بڑے چالیا۔ بنی اسرائیل و آلوان میں کچھ تھیں دعوت دینے والے کہ ان کو سمجھتے تھے کہ بلکہ کرو اور مجھے قتل کر کے سارے فلسطینیوں کو غلام بنالو۔ اگر تم ایسا نہ کر سکتے اور میں تم پر غالب آسکتا تو تمہیں میری قوم کی تعالیٰ سے کوئی نہ بچاتے۔

یہ سننے ہی بنی اسرائیل کے لشکر سے حضرت داؤد علیہ السلام نے میدان میں قدم رکھا۔ چالوت کے سر پر جنگ کاخوار اور جمہور پشیل کی زد میں کوئی بھی نہیں حضرت داؤد علیہ السلام کے جسم پر کسی قسم کی نہ کوئی زد تھی اور نہ ہاتھ میں کوئی ہتھیار تھا۔ ان کے پاس صرف ایک انجی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام چالوت کے قریب آئے تو چالوت نے غرور سے انداز میں قہقہہ لگ کر ان کی انجی کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

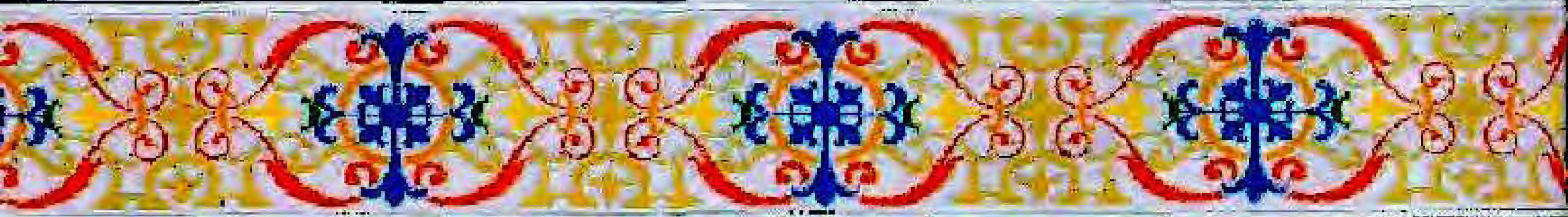
”یہ بھی کتا ہوں جو تو انجی اٹھا کر میری طرف آیا ہے۔“

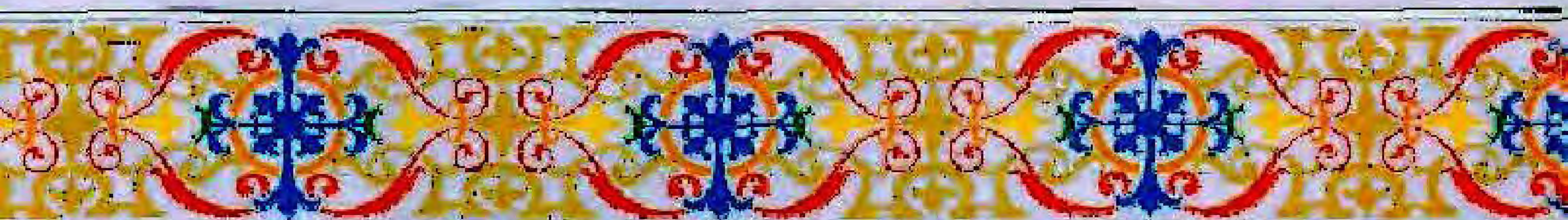
حضرت داؤد علیہ السلام جواب میں مسکراتے اور چالوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا۔ ”ہاں امیر سے تو ایک شیشیت ایک کتے کے برابر بھی نہیں ہے اور مجھے یقین ہے کہ میری یہ انجی ہی کافی رہے گی۔“ یہ سن کر چالوت بے حد غصہ ٹال ہوا۔ اس نے اپنے دو بتوں کا نام لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کو کالیوں میں اس اور پھر اجوان کی طرف بڑھا۔ مگر حضرت داؤد علیہ السلام سمیعان سے اپنی جگہ ہم کرکھڑے رہے اور چالوت سے کہنے لگے۔

”چالوت۔ آج تو اور بدنی کی دوسری عالمیں جہاں ہیں کی کہ خدا حق و صداقت کی حمایت کرتا ہے اور باطل اپنے تمام تر ساز و سامان اور فوج کی کثرت کے باوجود کچھ نہ کر پائے گا۔ حق اگر چہ بالکل بے ساز و سامان ہے مگر بھی جیسا ہے۔“

جالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کی باتوں کی پروا نہ کی اور تھکی سے ان کی طرف بڑھتا رہا تب حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے تھیلے سے ایک پتھر اٹھا اور اسے فلان میں بڑھ کر بڑے اطمینان سے اس معرکہ دار چالوت سے مارتے چلے۔ وہ دے دے ہی لئے چالوت مٹی کے کسی رت کی مانند مٹی پر آ رہا۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل کی فوج حیران رہ گئی پھر اس نے فوراً ہی فلسطینی فوج پر حملہ کر دیا۔ بنی اسرائیل نے جلد ہی فلسطینیوں پر فتح پائی اور اس طرح انھیں چالوت کے نقشے سے نجات مل گئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کی اس شجاعت اور جوان مہر کی وجہ دینی کے سبب بنی اسرائیل میں انتہائی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی اور بادشاہ چالوت نے اعلان کے مطابق اپنی بیٹی عقیہ کی شادی حضرت داؤد علیہ السلام سے کر دی۔ جلد ہی حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی قوم بنی اسرائیل میں اقامت نامہ و مرجع حاصل ہو گیا کہ وہ دار چالوت اور قوم کے دوسرے اعلیٰ عہدے داران میں اپنے لیے غلطہ سمجھے گئے۔ البتہ معرکہ چالوت کا دنیا یوں حضرت داؤد علیہ السلام کی





سب سے عزت کرتا تھا۔ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے خاندان اور بنی اسرائیل کی نجات دہندہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ ہر دار
مملکت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو راجہ بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ملک
کرنے کی پیشکش کی لیکن یوش کی مٹھری کے سبب یہ پیشکش ناکام ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام بچ گئے۔

مردار طاووت کی اس حرکت سے حضرت داؤد علیہ السلام کو بہت دلچسپی ہوئی۔ ان کی بیوی کی اس حرکت پر شرمندگی
محسوس کرنے لگی۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس واقعہ کے بعد انحراف اور عبادت میں رہنے لگے۔ بیوی نے ان کا دل
بھالنے کی کوشش کی لیکن حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک اور ہی راہ پر ندرت لیا تھا۔ انھیں یہ شان و شوکت کی زندگی
پسند نہ تھی چنانچہ ایک دن وہ سب کچھ چھوڑ کر یسوعی لوت کے محل سے نکل گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے جانے کے بعد
بنی اسرائیل کو سب مردار طاووت کے حضرت داؤد کے ساتھ ملوک کے متعلق معلوم ہوا تو وہ یسوعی لوت کے خلاف
ہو گئے۔ نتیجہ میں طاووت کی بادشاہت ختم ہوئی۔ اس کے بیٹے یوش نے خود کشی کر لی اور حضرت داؤد کی بیوی شوہر کی
جگہ لے کر تم میں مر گئی۔ یسوعی لوت کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام کو تلاش کیا اور ان سے
درخواست کی کہ وہ قوم کی بھلائی کے لیے آکر تخت و تاج سنبھالیں۔ اس عرصہ میں حضرت داؤد علیہ السلام اللہ سے اوازا
چکے تھے اور ان کا شمار اوقات عبادت الہی میں گزرتھا مگر بنی اسرائیل کی دینی و اخلاقی اصلاح اور ان کے دینی کاموں
کی نگرانی ہمال کے لیے وہ عنان کشہ سے سنبھالنے پر آمادہ ہو گئے۔ ان کی فکر و تدبیر اور حکم و نظم کے سبب جلد ہی بنی
اسرائیل کا شمار دنیا کی مہذب ترین قوموں میں ہونے لگا۔ انہوں نے اللہ کا دین بچایا۔ ان کے لیے فتوحات
آئیں اور بہت سے علاقے (شام، اردن وغیرہ) ان کے قبضہ میں آ گئے۔ یوں ایک نئی شان و عظمت وجود میں آئی
جس کے بادشاہ حضرت داؤد علیہ السلام تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے حد نعم و فراست اور عقل و دانش عطا کی تھی۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو خدا
کی وحدانیت کا یقین دلایا۔ وہ خدا کے لیے شکر پڑھتے اور ہر ایک معاملہ کا فیصلہ دین حق و انصاف کے مطابق فرماتے تھے۔
ان کا سب سے پہلا منصب یہ تھا کہ خلق خدا کو ملکی اور بدلت کی تلقین فرمائیں۔ اس سلسلے میں آپ کی گفتگو کا انداز ایسا
آسان و سہل تھا کہ ہر لفظ اور ہر فقرہ سمجھ میں آ جاتا۔ آپ کی باتیں دل میں اتر جاتیں اور وہ لوگ جس ایمان کی روشنی
پیدا کر دیتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو یورین فرمایا۔ یہ کتاب تو رات دن کے اعمالوں اور قوانین
الہی پر مبنی تھی جو قوم بنی اسرائیل کو رشدد ہدایت کا تعلق دیتی اور ان کی رہنمائی کرتی تھی۔

اس کتاب کا ذکر قرآن پاک کی سورہ نساء میں اس طرح آیا ہے۔



ترجمہ: ”ہم نے داؤد علیہ السلام کو کتاب زبور عطا کی۔“

حضرت داؤد علیہ السلام چھوٹے مڈھے، چلی آنکھوں والے، تھوڑے بالوں والے اور پاک و صاف دل والے تھے۔ ایک دن فرشتہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

”اے داؤد علیہ السلام، ہم نے آپ کو اپنی معاش کوئی دوسری یا کسی دوسری چیز سے بدل دیا ہے۔“

اس پر آپ نے جب اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو حکم الہی ہوا۔ ”زبور کی کتاب یا سرور۔“ اس کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح ہے۔

ترجمہ: ”اور داؤد علیہ السلام پر ہم نے نفل کیا، اے پہاڑ اس کے ساتھ تھیج پر خاکروا اور پرندوں کو (بھی نہیں

شکم ہے) اور ہم نے اس سے پہلے لوہا گرم کر دیا اور پورے پورے زریں بن کر جوڑ دیں۔“ خداوند برہم سب نیک کام

کر۔ (اس آیت کے ساتھ کہ) میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔ (سورۃ صافات آیت 10 تا 11)

ترجمہ: ”اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کر دیا تھا۔ وہ تسبیح کرتے اور پرند بھی۔ اور ہم نے اس کے

تھے۔ اور ہم نے اسے تمہارے لیے لباس بنانے کی پوری پوری سکھائی۔ تاکہ لڑائی کے خبر رساں ہو۔“ یہ ہم

قرآن مجید میں ہے۔ (سورۃ انبیاء آیت 80 تا 79)

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو گرم کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اسے اپنے ہاتھ کے ساتھ ملوث اور ریت

لیتے تھے۔ ان کو لوہا گرم کرنے اور پتھر کے استعمال کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ (حضرت حسن بصری)

گڑوں والی زبردست پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی پہلی۔ اس سے پہلے لوہے کی چادر کی زریں بنائی

جانی تھیں۔ (قنادہ)

وہ ہر روز ایک روز بٹھالیتے تھے، جس کو وہ چھ سو روپے میں فروخت کرتے تھے۔ (امام کثیر)

ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسان سب سے پاکیزہ گھڑا، اس کے ہاتھ کو گھمایا ہوا

ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے منہ کے کھاتے تھے۔“ (ابوداؤد)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سب سے زیادہ دیندار اور دیندار اللہ کی نماز ہے اور سب سے

پسندیدہ روز ہے داؤد علیہ السلام کے روز ہے۔“ وہ ایک رات آرام کرتے۔ پھر ایک تہائی رات قیام کرتے

اور چھٹا حصہ پڑھ سوجاتے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ سب (مؤمنوں سے) ملاقات مولیٰ

کو (سیدان جہاد سے) بھاگتے نہیں تھے۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بہت خوبصورت آواز سے نوازا تھا۔ اتنی خوبصورت آواز اللہ تعالیٰ نے کسی کو



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

شخصیات

پروفیسر محمد طارق اقبال



نہیں دینی تھی۔ آپ دُوب ترنم کے ساتھ اللہ کی کتاب پڑھتے تو پرندے نہ دوائیں اس کے ساتھ ٹھہر جاتے اور آپ کے ساتھ ساتھ گنگا تے اور آپ کے ساتھ تھیں پڑھتے۔ اسی طرح پیرا بھی آپ کو جواب دیتے اور آپ کے ساتھ تھیں وشنو تھیں کہے میں شامل ہو جاتے۔

”کہتے ہیں کہ آپ کی آواز جو بھی سنتا اس پر قفس کی کیفیت جاری ہو جاتی۔ آپ زبور کی تلاوت ایسے پر سوز انداز میں فرماتے کہ کانوں نے اس جھنجھکی آواز کو بھی نہ سنی ہوگی۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان اور پتہ بند پرندہ آپ کی آواز کی وجہ سے روت جاتے اور کئی زبردست شخص نے کئی وجہ سے محبوب سے مر جاتے۔“ (دوب دین موہ)

دوب بنی اسرائیل میں ہر ایک اور جھنجھکی بہت پڑھ لکھیں تو داؤد علیہ السلام کو فیہند سرنے کے لیے سونے کی ایک زنجیر دینی گئی جو آسمان سے بیت المقدس کی چٹان تک لمبی دینی تھی۔ جب دو آدمی کسی معاہدہ پر تھک کر آتے تو جو سچا ہوتا وہ اس زنجیر کو چھو لیتا اور اگر حق پر نہ ہوتا تو وہ اسے نہ پکڑ سکتا۔ بنی اسرائیل کا معاہدہ اسی طرح چھتا رہا۔ آخر یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے پاس ایک قیمتی موتی رکھا تو اس نے موتی والے کے مطالبہ کے وقت اس کا انکار کر دیا اور موتی ایک لکڑی کے اندر ہی طرح سے چھپا دیا۔ جب وہ دونوں اپنی اپنی پائی گئے یہ زنجیر پکڑنے کے چٹان کے پاس آئے تو وہی (موتی والے) نے زنجیر کو پکڑ کر دوسرے سے کہا کیا انہیں زنجیر کو پکڑو۔ تب اس نے موتی، اپنی لکڑی مدتی کو پکڑ لیا اور کہا اے اللہ انہو جانہ ہے کہ میں نے موتی اس کے سپرد کر دیے ہیں پھر اس نے زنجیر پکڑ لی اور وہ اس کے ہاتھ میں آگئی۔ اس سے بنی اسرائیل میں زنجیر کا معاہدہ بہت وسیع ہو گیا پھر جلد ہی زنجیر ان سے اٹھ لی گئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی حکمت و دانائی والی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ۔

● عقل مند آدمی پر حق ہے کہ وہ چار اوقات میں مائل نہ ہو۔ (۱) جب وہ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہو (۲) جب وہ اپنا نماز پڑھ رہا ہو (۳) جب اس کے بھائی اس کے محبوب بیان کر رہے ہوں اور اس کی ذات کے متعلق کچھ باتیں بتا رہے ہوں (۴) جب وہ حلالی اور اچھی چیزوں کے ساتھ اپنے آپ کو لذت اٹھانے کا موقع دے کیونکہ یہ آخری وقت پہلے اوقات کے لیے معاذن اور دس کو سہلین دینے والا ہے۔

● عقل مند پر حق ہے کہ اپنے وقت کو بچھنے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اپنے کام میں لگ رہے۔ عقل مند پر فرض ہے کہ وہ تین مقامات کے سوا کسی کام کے لیے سفر نہ کرے۔ (۱) آخرت کی تیاری کے لیے (۲) ذریعہ معاش کی فراہمی کے لیے (۳) حلال چیز کے ساتھ لذت اٹھانے کے لیے (رواہ ابن السیرک)

● تیسرے لیے عقل و باپ کی طرح ہو جائے اور خوب اچھی طرح جان لو کہ جو آج کاشت کرے وہی فل



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

تفسیر الانبیاء

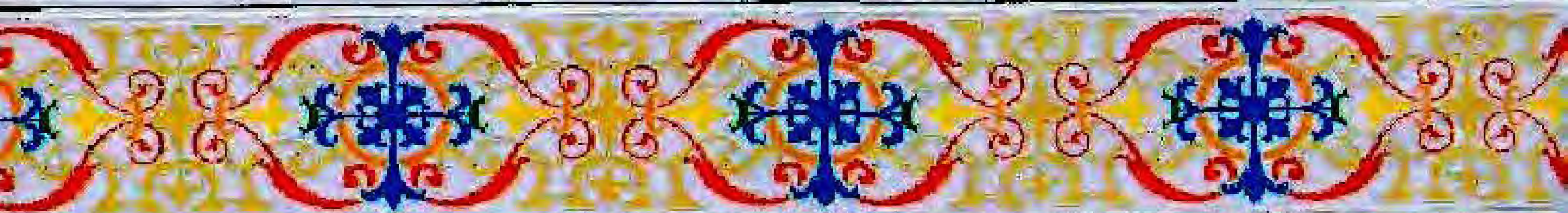
کاٹھن (امین عساکر)

- مالداری کے بعد تیس ہو جانا بہت برا ہے اور بدایت کے بعد کمرا ہو چکا اس سے کہیں زیادہ برا ہے۔
- اپنے متعلق جس چیز کا تذکرہ نہیں میں غایب نہ کرتے ہوں۔ خلوت میں اس سے بچ جاؤ۔ وہ دھوکے سے ہو جو پورا نہیں کرتے یہ وہ اہل سے آپس میں نہایت پیدا کرتی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے 100 برس کی عمر میں دنیا سے پاکی اور آپ کو اپنے باپ دادا کے ساتھ لے ہوئے میں دیکھا گیا۔ آپ کے جنازے میں عام لوگوں کے علاوہ چالیس ہزار امیروں نے بھی شرکت کی جن کے سروں پر لمبی لمبی ٹوپی لگی تھیں۔ جب آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا تو سورج طلوع ہوا۔ آپ کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے چاندوں کو حکم دیا۔ داؤد علیہ السلام پر سایہ کر دیا۔ چاندوں نے آپ اور جنازے کے شرکاء پر سایہ کیا حتیٰ کہ زمین پر اللہ جل جلالہ کی اور بھی ہو گیا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم پر چاندوں نے سورج کی جانب سے سایہ کے لیے پر بھیلے کے رکھے اور دوسری طرف سے ہوا کے لیے پر دیا کو مٹا لیا۔

- میں نے برہا (باب) کہ نسرینی کی آواز سننے سے لیکن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورت آواز نہیں سنی۔
 - داؤد علیہ السلام خوبصورت آواز کے ساتھ ساتھ تیز رفتاری سے بھی اپنی کتاب زبور پڑھتے تھے۔ (ابو عثمان مہدی)
 - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
- ”داؤد علیہ السلام پر قرأت آسمانی کر دی گئی تھی۔ وہ اپنے جانور پر زین کھنکھاتے فرماتے اور زین کے جانے سے پہلے زبور کی قرأت نکال کر لیتے اور وہ اپنے ہاتھوں کی گمانی سے ہی لکھاتے تھے۔“ (مسند احمد)

- دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ایک گائے کے متعلق فیصلہ کرائے آئے۔ ان دونوں میں سے ایک کا دعویٰ تھا کہ گائے میری ہے اور دوسرے نے مجھ سے چھین لی ہے۔ مدعی علیہ نے اس بات کا انکار کیا تو داؤد علیہ السلام نے رات تک ان کا معاملہ منظر کر دیا۔ جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مدعی کو قتل کر دو۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے مدعی سے کہا: ”اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں۔“ تو آپ میں سے ہر نماز کے قتل کر دیتا ہے۔ لہذا اب تو اپنے دعویٰ کے متعلق اصل صورت حال سے بچنے آ گاؤ گے۔
- مدعی نے کہا: ”اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم میں اپنے دعویٰ میں پیادوں۔ البدن میں اس سے پہلے اس کے باپ کو قتل کر چکا ہوں۔“ اس طرح داؤد علیہ السلام کے حکم پر مدعی کو قتل کر دیا گیا۔ اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کی نبی و مرسل میں بہت زیادہ عظمت ہوئی اور وہ آپ کے ساتھ بہت عاجزی اور انکساری سے پیش آئے تھے۔ (امین عساکر)



معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
میں ہا شوہر	داماد	آستریہ ہونا	تسکیر ہونا
کام۔ ذرا بچاؤ	پیشہ	گھرے گھرے ہونا	پاں پاں ہونا
پکارنا	لہکارنا	چھر	چھر
صنمیں باندھنا۔ متاثر ہونا	صفت آرا ہونا	انہاں کرنا	منہاں کرنا
خوف بچا ہونا	جہت طاری ہونا	عزم کی قوت۔ ارادت	عزم
خوشنمایاں	نور	ہمت ختم ہونا	خوبصورت ہونا
عامیت کی قوت۔ نشانیاں	عامیتیں	مستحق ہونا	مستحق ہونا
وہاں سے ہٹا ہوا ایک شخص نہ تھک رہا جس میں پتھر بکھیرا گیا یا جانور کو مارا ہے			
درجہ۔ بلندی	مرتبہ	بہاؤ کی	فلان
والی ہونا	لوانا	جاسوسی۔ خفیہ ایماں	لٹیج
رو کی جرأت سے۔ بلا خوف	آنکھوں میں آنکھیں والی	تخت و تخت۔ حکومت کے اختیارات	مختاری
پھر بند کی	ہر کی	زرد ہونے کا	مناں حکومت
احسان۔ مہربانی	فہم	روزی۔ آمدنی	زرد ہونے
اقتضائیں	ضرر	مستحق	معاش
چناوت اور انس	جہت و انس	نہیے انداز سے	مناں
دعویٰ کرنے والا	مدعی	وجہ۔ مانج	ترجمہ
الہی ہوا۔ مشکل	تسکیر	سوار ہونا	تسکیر
شہادت کرنے والا۔ مہربانی	مستحق	عزیم کی قوت۔ برائیوں۔ نقصان	عیوب



حضرت ایوب علیہ السلام

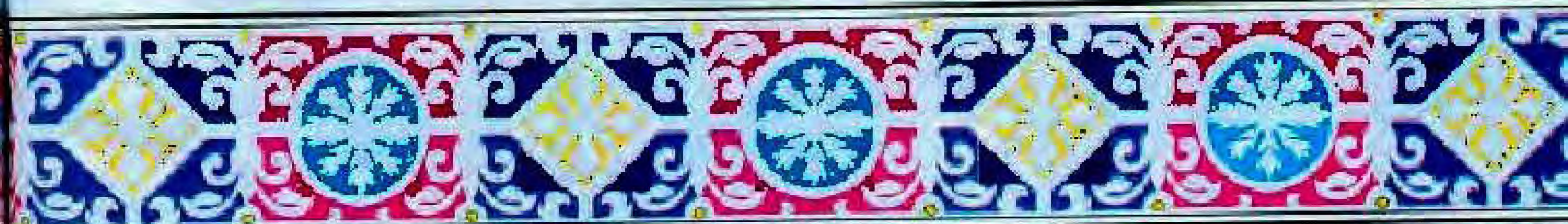
ہزاروں سال پہلے ارض توران میں شامیہ کے علاقہ ایک بہت مالدار شخص کی ملکیت تھا۔ اس کے پاس دو بیٹے تھے۔ زمین کے علاوہ کافی مال مویشی اور نوکر چاہتے تھے۔ علاقے کی ساری زمین اس کی ذیلی ملکیت تھی اور اسے اللہ تعالیٰ نے اہل و عیال اور اولاد کی کفالت سے تو ہذا تھا۔ مگر پھر اس ٹیپ دل اور پرہیزگار شخص سے قدرت نے سب کچھ تو ہین لیا اور اسے مختلف بیماریوں میں مبتلا کر دیا۔ حتیٰ کہ اس کے دل اور زبان کے علاوہ ہر کوئی حصہ اور عضو صحیح و تندرست نہ رہا۔ پھر بھی وہ دل اور زبان کے ساتھ اللہ کی یاد میں مشغول رہا اور مہربانیاں مانگتا تھا۔ نہ چھوڑا۔

ان تمام رلی و جسمانی مصائب و آلام میں بھی وہ اللہ کی امید لگائے بیٹھا رہا۔ جب اس کا پرہیزگار بزرگ کی زوجہ کی طویل زوجی تو دوست و احباب اس سے بیزار ہو گئے۔ اور جب اس کے ہم جنس اس سے نفرت کرنے لگے تو اسے شہر سے باہر گورے گورے والی جگہ پر ڈال دیا۔ یہاں اس کے باوجود اس بزرگ شخص نے نہ کسی عریضہ رشتہ دار سے گھٹیا نہ خدا تعالیٰ سے شکوہ کیا۔ اپنی حد تک صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کی رضا پر راضی و شاکر رہا۔

ان مصائب و آلام کے دنوں میں بیوی کے سوا کوئی اس کا کھانا نہ دیتا۔ وہ بیوی اس کی دیکھ بھال کرتی اور اس کے احسانوں اور شفقتوں کی یاد دہانی کرتی رہتی۔ وہی اس کے پاس آتی رہتی اور اس کی ضروریات کو پورا کرتی رہتی۔ اس بزرگ کی مالی حالت کمزور سے کمزور تر ہو گئی تو بیوی محنت مزدوری کرتی اور اس کے کھانے اور دوا کا انتظام کرتی رہتی۔ یہ بیوی شہر کے اچھے اور خوشحال کے دنوں میں سعادت و نعمت اور خدمت و حیرت کے مزے کھاتی کر چکی تھی۔ لیکن بعد میں اسے مانی اور اولاد سے جدا ہونا پڑا، شوہر کی وجہ سے محنتوں کا شہر ہونا پڑا، لوگوں کی خدمت و نوکری اور معاشی بد حالی کا بھاری بوجھ پڑا۔ لیکن اللہ کی اس ٹیپ بندی نے ان حالات میں انتہائی صبر کا مظاہرہ کر لیا۔ اس صورت کے سوا ہر شہر کرشمہ پر کام نہ حضرت ایوب علیہ السلام اور عورت کا نام لیا۔ نہت نفسا بن حضرت یوسف علیہ السلام بن حضرت یعقوب علیہ السلام تھا یعنی وہ اللہ کے عظیم و عظیم حضرت یوسف اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس سے تھیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے یہاں تک تمام انہی علیہ السلام میں سب سے زیادہ صبر کرنے والے بنی تھے اور اب تک ان کے





سید کا شریک لاش کے طور پر لٹا کر دیا جاتا ہے۔ آپ کے والد کا نام منعم بن رازح (یا منعم بن رعمیل) تھا۔ آپ کے سلسلہ نسب حضرت اسحاق علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چلتا ہے یعنی آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ والہہ کے بی بی حضرت لوط علیہ السلام کی بی بی تھیں۔ (ابن عربیؒ)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء میں فرمایا۔

ترجمہ: ”اور ایوب (علیہ السلام) کو یہ وکرتہ جب اس نے اپنے رب کو پکارا تو یقیناً مجھے آفریقہ پہنچی ہے اور تو میری بی بی کے لئے والوں میں سے سب سے بہتر میری بی بی کو ملے والا ہے۔ ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم نے اس کی تکلیف دور کر دی اور ہم نے اس کو ایش و عیال عطا فرمائے (جگہ) اس کے ساتھ ویسے ہی (اور بھی) اپنی خاص میری بی بی سے اور ہم کہ جہاد کے لئے والوں کے لئے نصرت کا سب سے بڑا“ (سورۃ الانبیاء۔ آیت 83 تا 84)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کے بارے میں سورۃ یونس میں اور ثناء فرمایا۔

ترجمہ: ”ہمارے بندے ایوب دیا وکرتہ جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان کے شر سے اور وکرتہ پہنچا رہا ہے۔ اپنا پاؤں روئیے نہاتے کہ ٹھنڈا اور پیسے کا پانی ہے اور ہم نے اس کو ایش و عیال عطا فرمایا اور اتنا ہی اور بھی اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور غمگینوں کی نصیحت کے لیے اور (کہا) اپنے ہاتھوں میں ٹکوں کا ایک ٹکڑا (بھارو) کے گرد سے اور قسم کی خلاف ورزی نہ کرو۔ یقیناً ہم نے اسے بڑا سارے بندہ پایا۔ وہ اپنا بندہ تھا اور یہی رحمت کرنے والا تھا۔“ (سورۃ یونس۔ آیت 41 تا 44)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کو دوسرے انبیاء و پیغمبر اسلام کی طرح مختلف آزمائشوں اور امتحانوں میں ڈالا اور ان کی ثواب سے محبت (محبت نہیں) کو آزمائش کے لیے مصلحت و آلہ میں لے آیا۔ ان آزمائشوں نے آپ کو صبر و ثواب اور حمد و شکر میں مزید پختہ کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کا صبر و ثواب امتحان بن گیا۔ ان آزمائشوں میں آپ کبھی طہرے پورے اترے اور اس کا ذکر کرنے سے پہلے آپ کی پہلی زندگی کے حالات اپنی اسرار میں کتبوں کے حوالے سے پیش کرنے سے پیش بہا معلومات حاصل ہوں گی۔

(۱) کہتے ہیں کہ آپ کے پاس سات ہزار بکھیریں تھیں جن میں ہزار اونٹ اور پانچ سو بکھر تھے جنہیں آپ بار بار وادی کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس 500 غنہ تھے جنہیں آپ کھیتی باڑی (زراعت) کے کاموں میں استعمال کرتے تھے۔ آپ اپنے مال میں سے خدا کی راہ میں بہت کچھ خرچ کرتے تھے۔ کیونکہ اللہ کی راہ



میں شریعہ کرنے کے لیے آپ نہایت کھلے دل کے مالک تھے۔ آپ کا خاندان نوافل اور پر مشفق تھا۔ آپ اور آپ کی بیوی کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے تھے۔ اس زمانے میں ایک نوجوان میاں بیوی ہجرت کر کے آپ کے علاقے میں آسکے تھے اور وہاں خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دن اس نوجوان کی بیوی نے مرنے اپنے شوہر اشوح کو آگرتایا۔ میں نے آج ایک عجیب ماجرا دیکھا ہے۔ میں آقا ایوب علیہ السلام کے اندروں کے بات کے قریب سے گزر رہی تھی کہ میری نگاہ ایک مجمع پر پڑی۔ وہ سب لوگ نیچے بیٹھے تھے۔ میں ایک درخت کی آڑ میں کھڑی ہو کر دیکھنے لگی۔ وہ سب لوگ درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ان کے سامنے بھنا ہوا گوشت اور روٹیاں رکھی تھیں۔ مجھ جھمبہ جات سے بھری کھیتریاں بھی رکھی تھیں اور شہر کے مشینرے درختوں کی شاخوں سے لٹک رہے تھے۔ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھتا اور پیالہ لے کر مشینرے سے پھراتا اور روٹی کو شہر میں تر کر کے کھاتا۔ کوئی گوشت کھانے میں مصروف تھا تو کوئی میوہ کھا رہا تھا۔ میوہ سے میں خشک میوہ کافی مقدار میں لے لیا تھا۔ میں نے چپ کر یہ سب دیکھ کر رہی تھی کہ ایک نوکرتیزی سے میری طرف آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔

”اے عبودت! کیا تجھے بھوک نہیں لگ رہی؟ کیا تیرے دل میں کھانے کی خواہش نہیں ہے؟“

میں نے غصہ نہ کر جہاں ”تو کون؟“ ہوتا ہے میری خواہش کے بارے میں پوچھنے والا؟“

نوکر ہوا۔ ”میں آقا ایوب علیہ السلام کا غلام ہوں۔ یہ کھانے کا انتظام ہمارے آقا ایوب علیہ السلام کی طرف سے ان کے غریزہ مندوں، دختروں اور سب نوکروں کے لیے ہوا ہے۔ آقا ایوب علیہ السلام کا حکم ہے کہ جو بھی کوئی یہاں سے گزرے اور اسے کھانے کی طلب ہو تو اسے کچھ کھانا کھلایا جائے، یہاں سے کوئی بھوکا نہیں جاتا چاہے۔“

بیوی کی بات سن کر اشوح نے ہجرت سے کہا کہ ایسا تھی دل اور میرا دل حاکم آج تک نہ پہنچے میں نے دیکھا اور نہ ہی سنا۔ اس کے بعد اشوح کی ملاقات شہر کے ایک شریف آدمی سے ہوئی۔ اس شخص نے اشوح سے کہا۔ ”مجھے ایک ایسا سفید اور تیز رفتار گھوڑا چاہیے جو ایک روز میں دس سو کافہ سلام لے کر آتا ہو۔ اس کے عوض میں مجھ سے جتنی چاہے قیمت لے لوں گا۔ مجھے ایسا ہی گھوڑا چاہیے۔“

”ہاں۔ میرے پاس ایک ایسا سفید گھوڑا ہے جس میں یہ خوبی موجود ہے۔“ اشوح نے کہا۔ ”مگر کیا تم مجھے آقا ایوب علیہ السلام کے بارے میں بتا سکتے ہو؟ میں ان کے بارے میں جانتا چاہتا ہوں۔“

اس شخص نے ہجرت سے کہا۔ ”اے۔ تم یہاں کے رہنے والے ہو اور یہاں کے ہمارے بارے میں نہیں جانتے۔“







اشوں کو اب نہیں آقا ایوب کو دیکھ چکا ہوں اور ان کی ٹانگیوں اور اوصاف سے کبھی انہیں پہچان سکتا ہوں۔ جب میں شہر سے ایک دشمن کے خوف سے بھاگتا تھا تو انہی کی حمایت سے میرے سر پر مہیہ پڑتا تھا اور میں دشمن سے محفوظ ہوا۔ مگر میں ان کی ذات، ان کی تسکین کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ ایسے کیوں ہیں اور لوگوں سے باقی ہمدردی کیوں کرتے ہیں؟

”اشوں! اس شخص نے جوابا کہا۔“ آقا ایوب علیہ السلام کے دل میں مسروں کے دامن کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جس میں اپنے مال کی محبت ہو۔ اور نہ ہی ان کے دل میں کوئی ایسی جگہ ہے جس میں غمزدوں کی محبت نہ ہو۔“ اشوں خوش ہو کر بولا۔ ”کبھی مجھ تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایسے کیوں ہیں۔ میں نے آج تک ایسا کوئی آدمی نہ دیکھا جس کی جو مال و دولت سے محبت نہ کرتا ہو۔ اس کے اعمال سے اس کے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے چاہے شرم کے مارے وہ خود سے نہ کہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خرید و فروخت کا کام کرتا ہوں اور ہاتھ کے آدمی سے واسطے پڑتا ہے اور میں برا آدمی کو پہچانتا ہوں مگر میں آقا ایوب علیہ السلام کے بارے میں کبھی شک نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسے کیوں ہیں۔“ بات یہ ہے کہ میں نے بھی عرف ان کی خوبیوں کو دیکھا ہے اور تجھ سے زیادہ ہی دیکھا ہے۔ تو وہ شخص کہنے لگا۔

”کیونکہ میں اسی شہر میں پیدا ہوا ہوں جہاں ہر شخص اپنے مال کی قربانیوں سے بچتا ہے۔ چنانچہ جب سے ہوش سنبھالا ہے ان کی خوبیاں ہی خوبیاں دیکھی ہیں۔ مگر میں نے بھی اس بارے میں نہیں سوچا اور نہ ہی میرے دل میں کوئی ایسا خیال آیا جیسا کہ تو سوچتا ہے۔ البتہ میں اتنا غور و جاننا ہوں کہ وہ ایسے جدا امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوت کی پورا کرتے ہیں۔ جانوروں کی قربانی اسی طریقے سے کرتے ہیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو بھی یہی سکھایا ہے کہ وہ نسیافت (دعوت و طعام) کیا کریں، جانوروں کی قربانی کریں اور لوگوں سے ہمدردی کا سلوک کریں۔ فن کی مشعل آسمان کر کے کی و شمش کر کے۔ چنانچہ ان کے چاروں بیٹے باری باری ہر گھٹے اپنے یہاں نسیافت کرتے ہیں، بچہ اپنے والد کے یہاں نسیافت میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ اس نسیافت میں ایسے غریب چھوٹے بڑے اور نوکر چاکر وغیرہ سب کی شرکت کرتے ہیں۔ کسی میں کسی قسم کا فرق نہیں رکھا جاتا۔

باقی رہا تمہارا یہ سوال کہ ان کی خشتی کا بھیج دیا ہے تو یہ میں بھی نہیں جانتا۔ ہاں اس سوال کا جواب وہ لوگ دے سکتے ہیں جو آقا ایوب کی خدمت میں یہ غم ہوئے ہیں اور دوا خدا آپ سے دانائی کی باتیں سیکھتے ہیں۔“

(۲) اشوں ایسی قوم سے تعلق رکھتا تھا جو چھوٹے خداؤں اور چاند سورج کی پوجہ کرتی تھی۔ ان کی پوجا کا



طریقہ کا بہت ہولناک تھا۔ وہ عبادت گاہوں میں اپنے سوز و غم کے منانے بھی بیوقوفی قرار دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ معصوم بچوں کو بھی بیوتا کی قربان کا وہ پر جھلتی آگ میں جلا دیا جاتا تھا۔ مگر اشوع کے دل میں اپنے اس مذہب کی رسومات سے شدید بیزارگی اور نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ اسے اپنی اس عبادت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کی بیوی زمامہ بھی ان ہولناک قربانیوں سے نفرت کرتی تھی۔ ایک دن پھر اس نے اپنے شوہر اشوع کو بتایا کہ اس نے آج ایک اور عجیب بات دیکھی ہے۔ اشوع نے پوچھا کہ آپ نے کیا بات دیکھی ہے۔ زمامہ کہنے لگی۔

”آج میں نے آقا یوب علیہ السلام کی سوئی میں بچوں، بوزخوں اور غورتوں کا جھوم دیکھا۔ مگر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جسے میں نے اس بستی میں پہلے دیکھا ہو۔ معلوم نہیں وہ کون لوگ ہیں۔ مگر آقا یوب علیہ السلام کی بیوی کی ایک کنیز نے مجھے بتایا کہ یہ لوگ دور دور سے آقا یوب علیہ السلام کی سخاوت کا سن کر آتے ہیں اور ہمارا دلچسپ جاتے ہیں۔ دو کنیز میری چائے داتی ہے۔ میں نے آقا یوب کو بھی دیکھا کہ وہ اپنی سوئی کی سیر بھوں پر کھڑے تھے۔ ان کی روشنی پریشانی تھی۔ ان کے اگلیں پائیں بہت سی بیچوں والی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ وہ کبھی دائیں ہاتھ کی طرف پرے ڈھچھ میں سے لوگوں کو کچھ دیتے تو کبھی بائیں ہاتھ سے کسی کو کچھ دیتے۔ کسی کو پوشاک دیتے تو کسی کو اناج دیتے۔ کسی کی تھولی میں خشک میوے ڈالتے تو کسی کو چادر دیتے، مانگنے والا جو آپ سے مانگتا، آپ اسے دے رہے تھے۔ آپ نے کسی سے کوئی سوال کیونہ کسی سے یہ پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ بس آپ سب کی حاجت پوری کر رہے تھے۔ میں کافی دیر وہاں کھڑی رہی سب دیکھتی رہی کہ آپ کب بس کریں گے۔ مگر آپ مسلسل لوگوں کو ان کی ضرورت کا سامان دیتے رہے۔ یہاں تک کہ مانگنے والوں کا جھوم ختم ہو گیا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو آقا یوب نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور آہستہ آہستہ پتھر بونے لگے۔ پھر وہ سوئی کے اندر چلے گئے۔“

ان واقعات سے آپ کی سخاوت اور دیوبندی کی عکاسی ہوتی ہے اور چاہتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے ستار زیادہ نوازا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں ڈالا تو سب مال و زر سے محروم ہو کر آپ کو معصائب و آلام میں مبتلا کر دیا۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے چچک کی بیوی کی زد میں آئے والے حضرت ایوب علیہ السلام ہیں۔ آپ کتنا غمزدہ مصیبت میں مبتلا رہے؟ اس کے بارے میں چند روایات ہیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سماعت سنائی اور چند ماہ اور آپ کو ایک بوڑا کرکٹ دانی جگہ پر پھینک دیا گیا۔ آپ کے جسم میں بہت سے کیمڑے پیدا ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے پھر بھی دوزخ کی آگ کو اجر و ثواب



سے نوازا اور آپ کی تعریف کی۔

(۲) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آپ 18 سال اس مصیبت میں مبتلا رہے۔ آپ کا گوشت گل ہو گیا اور بغیر اس اور صرف پتے باقی رہ گئے۔ آپ کی بیوی راکھ لا کر آپ کے جسم کے نیچے بچھا دیتی تھیں۔ حسب یہ خبر یہ بیوی لہو زور ہو کر تو ایک دن بیوی نے آپ سے کہا: ”اے ایوب علیہ السلام! آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ مجھ سے یہ آزمائش ہٹا دے۔“ آپ نے فرمایا: ”اللہ نے مجھے ستر سالانہ صحت و سلامتی سے نوازا اب کیا میں یہ عہد نہیں کر سکتا؟“

آپ کی بیوی رہ چکی تھی۔ وہ لوگوں کی محنت مزدوری کرتی اور اس سے حاصل ہونے والی اجرت سے آپ کے گھرانے کا انتظام کرتی۔ مگر پھر لوگوں نے اسے مزدوری کے لیے اپنے پاس رکھنا چھوڑ دیا۔ کیونکہ انہیں علم تھا کہ یہ ایوب علیہ السلام کی بیوی ہے اور انہیں خطہ ہ تھا کہ اس کی بیماری ان کو ملک جائے گی۔ جب کسی نے آپ کی بیوی کو مزدوری کے لیے نہ رچھا تو اس نے اپنی دو میٹھ جہول میں سے ایک میٹھ جی کسی امیر زادی کے ہاتھ فروخت کی اور پھر دیکھا کہ حاصل کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آئی۔ آپ نے اس پر ہنسا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ تو وہ کہنے لگی کہ لوگوں کی خدمت کے عوض ملتی ہوئی۔

اسکے دن ان کی بیوی کو پھر مزدوری نہ ملی تو دوسری میٹھ جی بھی فروخت کر دی اور آپ کے لیے کھانا لے آئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس بات پر شبہ محسوس کیا اور اسے غیر مانوس سمجھ کر قسم اٹھائی کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک کہ وہ مجھے یہ نہ بتا دے کہ یہ کھانا کہاں سے حاصل ہوا ہے؟ بیوی نے اپنے سر سے اوپٹا اتارا تو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر منہ جھکا ہوا ہے۔ اس کے سر پر میٹھ جیاں نہ پا کر آپ نے فرمایا:

ترجمہ: ”یقیناً مجھے تعین کی گئی ہے تو (اللہ تعالیٰ) سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔“ (سورۃ الانبیاء۔ آیت 83) (راوی حمید۔ مدنی)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے دو بھائی تھے۔ وہ ایک دن آپ سے ملنے آئے لیکن بدبو کی وجہ سے قریب نہ آئے اور دور کھڑے رہے۔ ان میں سے ایک بھائی نے کہا: ”اے ایوب علیہ السلام! میں کچھ بھیجے ہوئی تو اللہ اس کو مصیبت سے دو چار نہ کرے۔“

یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام بہت رنجیدہ ہوئے۔ اس سے پہلے وہ اسے پریشان سمجھتی نہ ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اللہ سے التجا کی: ”اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے کوئی رات بھر نہ سو کر نہیں گزارا تو جیو نہ سے





علم میں کوئی نبی کا شخص دو تو میری تصدیق کر دے۔“

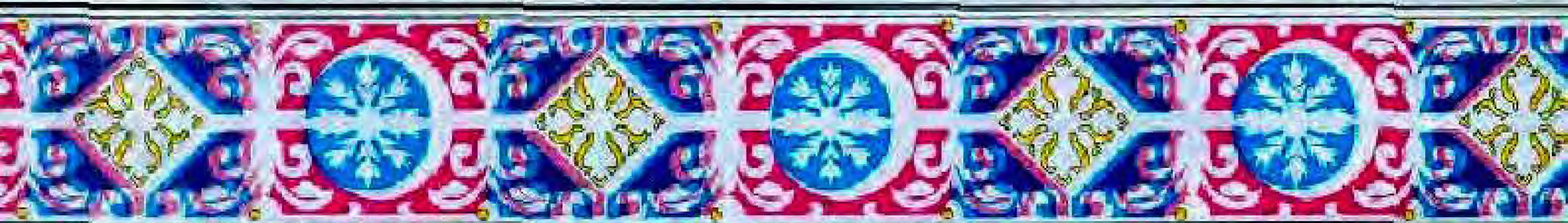
تب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اس کی تصدیق کی اور وہ دونوں بھائی سن رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”اب اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرے پاس کبھی دو تیس ٹہریں رہیں ہمد تک معلوم ہو سکتی ہیں کہ ہے تو میری تصدیق کر دے۔“ تو آسمان سے آپ کی تصدیق کی گئی اور وہ دونوں بھائی سن رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”اب اللہ! تیری عزت کی قسم! اگرچہ آپ سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ نے التجا کی۔“ اب اللہ! تیری عزت کی قسم! میں اپنا سراپہ نہیں اٹھاؤں گا حتیٰ کہ تو میری یہ رقی دو کر دے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس کے سراپہ پر اٹھانے سے پہلے اسے شفا یاب کر دیا۔ (ابن ابی حاتم)

(۴) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے بندے ایوب علیہ السلام 18 سال بیمار رہے۔ وہ در و دیگ کے تمام لوگ آپ کو تھوڑ گئے۔ صرف دو بھائی آپ کے پاس صبح و شام آتے جاتے رہے جو آپ کے ساتھ بہت اعلیٰ رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے بھائی سے کہا: ”اللہ کی قسم! ایوب علیہ السلام کے کوئی ایسا گناہ کیا ہے کہ دنیا میں کسی نے اسے گناہ نہیں کیا۔“ دوسرے نے کہا کہ وہ ایسے پہلے بھائی کے کہا: ”اخبار و سال گزر گئے ہیں اللہ نے ابھی تک اس پر رحم نہیں کیا اور اس کی بیماری دور نہیں کی۔“

جب وہ دونوں بھائی شام کے وقت آپ کے پاس آئے تو ایک سے نہ رہا جاکا۔ حتیٰ کہ اس نے دوسری بات ایوب علیہ السلام سے کہی۔ ایوب علیہ السلام نے فرمایا: ”مجھے علم نہیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ البتہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں وہ آدمیوں کے پاس سے گزرتا ہوا ہوں میں شکر رہے ہوتے اور قسم اٹھ رہے ہوتے تو میں ہر جا کمران و دونوں کی طرف سے قسم کا کٹاؤ دے دیتا کہ کہیں انہوں نے اللہ کا مہربان نہ کیا ہو۔“ (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

(۵) حضرت ایوب علیہ السلام قضاے حاجت کے لیے نکلتے۔ طارق دوست تو آپ کی بیوی ہاتھ کا سہارا دے رہی تھی کہ آپ واپس آجائے۔ ایک دن بیوی کو آگے میں دیر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب سے وہی فرمائی۔ فرجہ: ”اے بھائی! (نہین پر) ہمارے بیٹے نے اسے پیہ تھوڑا پانی ہے اور پیئے گئے لیے۔“ (سورۃ ص - آیت 42) بیوی دیر سے بیٹل تو دیکھتے لگ گئیں۔ ایوب اس کی طرف آئے جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ رقی با گل قسم کر دی تھی اور اب وہ بہت خوبصورت حالت میں تھے۔ بیوی آپ کو نہ پہچان سکی اور آپ کو کچھ کرایہ چھینے لگیں۔ ”کیا تو نے اللہ کے نبی کو دیکھا ہے جو اس جگہ بیمار کی حالت میں موجود تھے؟“ اللہ کی قسم! میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا جو اس





سے مشابہ ہو جب دوستی بہتہ درست تھی۔ ”آپ نے فرمایا۔ ”میں ہی وہ ہوں۔“

(۶) حضرت ایوب علیہ السلام کے دو گھلیاں تھے۔ ایک گندم کا اور ایک جو کا۔ اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیجے۔ ایک بادل گندم کے گھلیاں پر آیا اور اس پر سوتا برس یا حتیٰ کہ وہ سونے سے لہا لہب بھر گیا۔ پھر دوسرے بادل نے جو کے گھلیاں پر چاندی برساتی حتیٰ کہ وہ بھی چاندی سے بھر گیا۔ (ابن جریر)

(۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو جنت کا لباس پہنایا اور ایوب علیہ السلام ایک طرف دوڑ پھٹے گئے۔ آپ کی بیوی آئی اور آپ کو پچھان نہ سکی۔ وہ آپ سے کہنے لگی۔ ”اے اللہ کے بندے! اس جگہ ایک مریض تھا، وہ کہاں گیا؟ شاید اسے کتے کے کھنڈے یا بھیڑ سے کھائے۔“ وہ بچھو دیر پائیں لڑتی رہی تو آپ نے فرمایا۔ ”میں ہی ایوب ہوں۔“ وہ کہنے لگی۔ ”اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو؟“ آپ نے فرمایا۔ ”مجھ پر افسوس! میں ایوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرا جسم درست کر دیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کا مال اور اولاد واپس کر دی اور اتنا ہی مال و دولت اور اولاد ماٹھ اور دے دیے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔
(۸) اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی طرف وق کی۔ ”میں نے تیرا مال اور اہل و عیال واپس کر دیا اور اتنا ہی ساتھ اور دے دیا۔ لہذا اس پانی کے ساتھ غسل کرو۔ اس میں تیرے لیے شفا ہے۔ اپنے ساتھیوں کی طرف سے قربانی کرو اور ان کے لیے بخشش طلب کرو۔ انہوں نے تیرے معاملے میں میری دعا فرمائی کی ہے۔“ (ابن ابی حاتم)
(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسرار علی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو ترقی سے نوازا تو اس پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش برساتی۔ آپ اپنے ہاتھ کے ساتھ ان کو اپنے کپڑے میں ڈالے لے گئے تو آپ کو کہا گیا۔ ”تو میرے نہیں بوا“ آپ نے فرمایا۔
”اے میرے رب! تیری رحمت سے یہ کون ہو سکتا ہے۔“ (مسند احمد)

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام پہ سونے کی ٹڈیوں کا ایک سُرور بھیجا گیا۔ آپ ان کو چٹڑ کر کے اپنے میں ڈالنے لگے تو کہا گیا۔ ”اے ایوب! یہ تو کافی نہیں جو تم نے آپ کو دیا ہے۔“ آپ نے فرمایا۔ ”اے میرے رب! تیرے فضل سے کون مستحق ہو سکتا ہے۔“ (مسند احمد)

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایوب علیہ السلام مجھے غسل فرما رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیوں کا ایک غول گرا۔ آپ دونوں ہاتھوں سے انہیں پکڑے





میں ڈالنے لگے تو رب تعالیٰ نے ان سے کہا۔

”اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس سے بے پروا نہیں کیا جو تو دلچسپ رہا ہے؟“

آپ نے کہا۔ ”ہاں اے اللہ! لیکن میں میری برکت سے بے پروا نہیں ہو سکتا۔“ (بخاری)

(۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی جوانی اوناویٰ جگہ

پہلے سے زیادہ قوت و طاقت عطا فرمائی۔ حتیٰ کہ آپ کی بیوی سے آپ کے 26 بیٹے پیدا ہوئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ ”اور اپنے ہاتھوں میں ٹکڑوں کا ایک مسخ (تھارو) پکڑ اور اسے مار اور اپنی قسم توڑ۔ وہ اچھا بندہ تھا اور بھینٹ

وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکو والا تھا۔“ (سورہ ص - آیت 44)

یہ اصل میں اللہ کی طرف سے اس کے بندے اور رسول ایوب علیہ السلام کے لیے اس بارے میں رخصت

(چھوٹ) تھی کہ انہوں نے ایک مرتبہ قسم کھائی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو سو گورے مار دیں گے۔ کہتے ہیں کہ گورے

مارنے کی قسم انہوں نے اس لیے اٹھائی تھی کہ بیوی نے اپنی میٹھ حیاں فروخت کر دی تھیں۔ بعض کہتے ہیں کہ

شیطان طریب کی صورت میں آپ کی بیوی کے سامنے آیا تھا اور اس نے ایوب علیہ السلام کے لیے دو تجویز کی

تھیں۔ آپ کی بیوی اصل صورت حال نہ سمجھ سکی اور وہ آپ کے پاس لے آئی۔ ایوب علیہ السلام سمجھ گئے کہ وہ تو

شیطان الیٹس تھا۔ پس انہوں نے قسم کھائی کہ میں اسے (بیوی کو) سو گورے لگاؤں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ

کو بخیریت کیا تو آپ کو حکم دیا کہ ٹکڑوں کا ایک مسخ پکڑ (یعنی بھور کی شاخ پر بہت سے پتے ہوتے ہیں وایسے ہی

ٹکڑوں وغیرہ کا مسخ) مقصد یہ ہے کہ ان کو اٹھ کر کے ایک نئی دفعہ اسے مارو اور یہ سو گورے اس کے برابر سمجھا جائے گا۔

اس طرح آپ کی قسم پوری ہو جائے گی اور وہ قسم توڑنے والے نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح ان لوگوں کو تنگی اور تکلیف سے نجات دیتا ہے جو اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اس کی

اہم امت کرتے ہیں اور ایوب علیہ السلام کو ان کی بیوی کے حق میں جہنم اللہ نے اسی طرح پریشانی سے بچایا کیونکہ وہ

صبر کرنے والی، خالص نیت والی، محکمہ یقین، نیکو کار اور بقایت یافتہ تھا تو ان تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام جب فوت ہوئے تو ان کی عمر 93 برس تھی۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے نے آپ کے معاملات

کی نگرانی کی جن کا نام یثرب بن ایوب تھا۔ وہ نبی مبعوث ہوئے اور حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے نام سے مشہور ہوئے۔



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	امثال	معنی
سچ و حقیقت	حقیقی پوری	ثواب	تعالیٰ - اجر
بہتری	بہتری	مصائب	مصلحت کی بات - غم و پریشانی
شکوہ	شکایت	الدمعہ	الحم کی جمع - دھوا
کل	شکوہ	غم شمار	غم کو ارق کرنے والا - غم خور
سیرالانبیاء	انبیاء میں سب سے زیادہ عظیم کرنے والا	مہم سار	سماجی - فحش
عرب انشل	مثال - بہت	شاکر	قوت سے کرنے والا
لٹی و میانی	بیوی بیٹے - گھر والے	حرمت	حرمت - احترام
رفقت	شوق - ترقیب	کتب	خاندان
بار برداری	بوجھ اٹھانا	پختہ	ایچہ - ماہر
محبت الہی	اللہ کی محبت	میش بہا	بہت خوش
کھلے دل کا مالک	فیاں - نئی	خوش و غرم	بہت خوش
طشتری	پیش - رکابی	ہجرا	معاذہ - قصبہ - القعہ
چھانکوں	سمایہ	غیر زند	جیا
آز	اوت	مشینہ	پیشوں کی مشین
ملیدہ	صوا	ڈنڈ	جی
تخی و ن	دل کا تخی - فیاں	آقا	مالک

A decorative border featuring a repeating pattern of stylized floral and geometric motifs in red, blue, yellow, and white. The pattern consists of alternating diamond and circular shapes, each containing intricate floral designs, set against a background of stylized leaves and scrolls.